

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مجلسِ کربہ حزبِ انصا بھیر وادارہٴ عالیہٴ کاتھمان

قیمت سالانہ دو روپے
طلبہ و دیگر روپیہ

شمس الاسلام



مَنْ انصاری الی اللہ

یہ زمانہ مادہ پرستی اور سرمایہ داری کا ہے دین و دنیا کا کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے چل نہیں سکتا ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہم متقاعد بن کر اٹھتے ہیں اور جو پیغامِ حیات مسلمانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں اس کیلئے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے جسکے بل بوتے پر خدا تعالیٰ کا پیغامِ خدا کے بندوں تک پیغامِ مسلسل پہنچتا رہے مگر آہ ہم غریبوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں اسپرنتز ادویہ شمس الاسلام کے سرپرست کسی سرمایہ دار کا ہوتے ہیں نہ حکومت کی خوشامد چاہا پوسی کی روپیہ و نہری مصلحتیں جو ایسے اخراجات کی کفیل ہوں انمید حسن و عشق کی عوامی تصویریں اور داستانیں ہی ہیں جو رنگین مزاجوں کو اپنی طرف کھینچ لیں اور نہ اس کا کوئی تجارتی پہلو ہی ہوگا کہ وہ کتابوں کی تجارت سے اپنے اخراجات پورے کر لے لے دے کے اسے ایسے فداکارانِ اسلام ہی کا سہارا ہے جو اپنے سینوں میں تبلیغِ اسلام کی ٹرپ خدمتِ دین کا درد و احساس رکھتے ہوں۔

ہم ان مسلمانوں کو چھپنا چاہتے ہیں جو تبلیغِ دین اور خدمتِ اسلام کا سچا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں جو دنیا میں اس لئے آئے ہیں کہ کفر و شرک کی طاغوتی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کو پاش پاش کر کے خدا کی حکومت قائم کر دیں اور جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کے خوگر ہیں کہ جہاں ہم جدیدہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں آپ بھی اپنے فرض سے غافل نہ رہیں ہم دیکھیں گے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر شمس الاسلام کی امداد و توجہ کی طرف دستِ کرم بڑھاتے ہیں۔

شمس الاسلام کے موجودہ سائز یا حجم میں کمی یا بیشی کا انحصار تعداد اشاعت پر ہے اگر معاونین نے ہماری اپیل پر صد ایک بلند کی تو انشاء اللہ جدیدہ کی حالت بہتر ہوتی جائے گی (ریجنر)

مِنْ جَانِبِ

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

بیادگار حضرت جامع الشریعت
و لایق قیاد السکین رضی اللہ عنہ
مولانا محمد اکرم صاحب گوی
نور اللہ مرقدہ

سرپرستی حضرت رئیس
المبلغین مولانا محمد نصیر الدین
صاحب گوی رحمۃ اللہ علیہ
جاری کیا گیا

اغراض و مقاصد (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام
(۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء اشاعت علوم دینیہ۔
طریقہ کار (۱) جریدہ "شمس الاسلام" کا اجراء (۲) دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں نصاب التعلیم
(۳) نصاب التکمیل دارالمبلغین عربیہ کالج تعلیم القرآن کے ذریعے اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے
(۴) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۵) سالانہ عظیم الشان کانفرنس (۶) امیر حزب الانصار
مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۷) یتیم خانہ (۸) کتب خانہ (۹) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر (۱۰) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

(۱) جو صاحب حزب الانصار بھیرہ کو کم از کم پانچ روپے ماہانہ عطا فرمائیں گے وہ سرپرست منظور ہونگے ایسے صحابہ کے نام جریدہ "شمس الاسلام"
میں شائع ہوں گے، ایسے حضرات کی سفارش پر ۲۵ امانان مساجد غریب یا طلباء کے نام جریدہ بلامعاوضہ جاری کیا جائیگا
پانچ روپیہ سے کم اور ایک روپیہ سے زیادہ جو صاحب مہوار رقم عطا فرمائیں گے وہ معاہدین میں شمار ہونگے اور انکی سفارش پر
۱۰ امانان مساجد غریب یا مفلس طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا معاہدین کے اسماء بھی شکریہ کیساتھ درج کئے جائیں گے۔
(۲) ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکھتے کم از کم چار آنہ مہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
(۳) عام سالانہ چندہ عطا مقرر ہے۔ نمونہ کار پرچہ تین آنہ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
(۴) رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ان کی طرف سے
مہینہ کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام

مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

سرخ نیل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ سرخ نیل کا نشان لگایا گیا ہے جنکی میعاد اس پرچہ کیساتھ
ختم ہو چکی ہے ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا سالانہ چندہ
بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی
فرست میں مطلع کریں، خاموشی سے شمس الاسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

صدیق اکبرؓ

(نیٹجہ فکر حکیم تاج الدین احمد صاحب تاج لاہور)

نہیں بعد نبی بہتر ہے ان سے جانشین کوئی
جناب مصطفیٰ کا یا رِ غار و ہم نشین کوئی
یہ کیا اسرار ہیں کیا لامکاں کا ہے مکیں کوئی؟
جو ان کے سینہ اقدس میں تھا نورِ مبیں کوئی
نہ آتا تھا نظر ان کو محمدؐ سا حسین کوئی
نہیں صدیقؓ سا شیدائے ختم المرسلین کوئی
نہ مانے ان کو پھر کیونکر امام الاولین کوئی
کرے راتوں کو دل ہی میں جو آہ آتشیں کوئی

نہیں صدیق اکبرؓ سا امام الصادقین کوئی
نہیں صدیقؓ سا بھی امتحاں گاہِ محبت میں
شبِ معراج میں بھی دوست کی آواز آتی ہے
رسول اللہؐ نے وہ سینہ صدیق میں سونپا
یہ خواہش تھی کہ بس دیکھا کریں حضرت کی صورت کو
رہ الفت میں جس نے دے دیا گھر بار سب اپنا
جناب مرفعیؓ نے انکے ہاتھوں پہ جو کی بیعت
کباپ سوختہ کی بونہ آئے پھر کسی کو کیوں

مرا ایمان اے تاجِ محبت کیش کہتا ہے
نہیں صدیقؓ سا بھی سرگرم وہ عاشقین کوئی

مجلسِ کزنیہ حزب الانصار بھیرہ

کا عظیم الشان سالانہ جلسہ

بعونہ تعالیٰ مجلسِ کزنیہ حزب الانصار بھیرہ کا عظیم الشان سالانہ
تبلیغی جلسہ جامع مسجد بھیرہ میں بتاریخ ۲۰-۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۸۲ء بروز جمعہ
۱۳۹۱ھ مطابق ۲۰-۲۱-۲۲ مارچ ۱۹۸۲ء چیدہ چیدہ علماء کرام
ہفتہ-اتوار منعقد ہوگا جس میں ملک کے چیدہ چیدہ علماء کرام
اور واعظین شمولیت فرمائیں گے مسلمان بھائی ان تاریخوں
کو نوٹ کر لیں (ناظم حزب الانصار بھیرہ)

وفاتِ حسرتِ آیات

یہ خبر نہایت افسوس کیسا تھو درج کی جاتی ہے کہ گذشتہ ماہ
ذوالحجہ میں قائدِ احرار چودھری افضل حق صاحبِ بعارضہ منوئیہ
ودمہ انتقال فرما گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اس حادثہ
الیمہ میں چودھری صاحب کے پسندگان سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں
اور دستِ بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل کی توفیقِ مرحمت
فرمائے اور یتیم بچوں اور بیوہ کا حامی و ناصر ہو۔

(اداسہ)

بَابُ التَّفْسِيرِ

قَارُونُ كَاخْشَفُ

از ملفوظات حضرت قطب العالم مولانا ابوالسعود محمد خان رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ
مولانا میرا محمد زبیر صاحب عرشی دھنولوی مصنف تحفہ سعدیہ و مفتاح العلوم وغیرہ

فرمایا قارون کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَّأَ بِالْأَرْضِ (پھر ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا) اور مفسرین نے لکھا ہے کہ قارون کے لئے یشف کا عذاب اس بنا پر تھا کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائی تھی۔ مگر قرآن مجید کے سیاق و سباق پر نظر کی جاتی ہے تو یہ تہمت زنا کی روایت بالکل غلط معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں عاد و ثمود قوم لوط۔ اصحاب ایکہ۔ فرعون وغیرہ جن مجرموں پر عذاب کے نازل ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر ایک مجرم کی فرد جرم بھی سنا دی گئی ہے۔ چنانچہ عاد کا تکبر و سرکشی ثمود کی بت پرستی۔ اصحاب ایکہ کی رہنری و بد معا ملگی قوم لوط کی بدکاری۔ فرعون کا دعویٰ خدائی یہ سب کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے قارون پر کیا جرم قائم کیا ہے

قارون کا ذکر قرآن مجید میں صرف تین جگہ آیا ہے۔ اول سورہ قصص ع ۸ میں ارشاد ہے :-

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ

قارون موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل سے تھا پھر لگان پرتکبر یا ظلم کرنے

لے بغی علیہم از بغی ظلم بعض کہتے ہیں کہ فرعون نے بنی اسرائیل پر اس کو افسر بنادیا تھا تو وہ ان پر ظلم کرنے لگا

مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعُصْبَةِ أُولَئِكَ أَتَقَىٰ ۖ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۚ

اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ کئی اچھے زبردست آدمیوں کو ان کی کُنخیاں اٹھانا مشکل ہوتا۔ ایکبار اس کی قوم والوں نے اس سے کہا اتنا مت اترا۔ کیونکہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

چند آیات آگے ارشاد ہے :-

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۚ

قارون اپنا جلوس لیکر لوگوں پر نکلا۔

دوم سورہ عنکبوت ع ۴ میں وارد ہے :-

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنُ وَكَهَّانَ قَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ

قارون۔ فرعون اور یاما کو بھی (ہم نے برباد کیا)

بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۝

اور ان کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے پس وہ ملک میں اکرتے ہی رہے اور (ہم سے) بچ کر آگے جانے والے نہ تھے۔

سوم سورہ المؤمن ع ۳ میں آیا ہے :-

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

اور ہم تو موسیٰ کو اپنی

ببینما رجل یحبر
از اسرار من الخیلاء
خسف به فهو
ینجی اجل فی الامرض
الی یوم القیامه
اس اثناء میں کہ وہ تکبر
سے اپنا لمبا تہ بندھینچتا
چلا جاتا تھا زمین میں دھسا
دیگیا پس وہ قیامت
تک کے لئے دھستا چلا
جار ہے۔

تہمت زنا کی مذکورہ روایت از روئے قیاس
بھی بے ہودہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر قارون
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بغض و عداوت
رکھنے کی بنا پر کوئی تہمت ان پر لگانا تو ضرور اس
سے اس کی ضرر رسائی مقصود ہوتی۔ اور ضرر اسی
صورت میں متصور ہو سکتا ہے کہ اس تہمت کو
سن کر عوام کے دھوکہ کھانے کا احتمال ہو۔ لیکن
حالت یہ ہے کہ لوگ ایک عام ذمی عزت و شریف
آدمی کے بارہ میں بھی اس قسم کی تہمت کو صحیح
ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ چہ جائیکہ ایسی برتر
ہستی کے حق میں جس کو وہ نبی و مرسل، برگزیدہ حق
اور متمم مکرم اخلاق سمجھتے ہوں۔ پس ایسی صورت
میں یہ تہمت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے کیسے موثر
ہو سکتی ہے اور قارون جیسے ہوشیار و چالاک آدمی سے
ایک بیکار و غیر موثر فعل کا وقوع کب متوقع ہے
لامحالہ یہ روایت اسرائیلیات کے قبیل سے ہوئی
جو ہر طرح کی لغویت و بیہودگی کی منظر ہوتی ہیں جن
میں انبیاء و مرسلین کی تنقیص شان تک کی پروا
نہیں کی جاتی۔

(تحفہ سعیدی ص ۴۷ و ۴۹)

بآیتنا و سلطین
مبین ۱۱ الی فرعون
وہامان و قارون
فقالوا لیس کذاب
انہوں نے موسیٰ کو جھوٹا جادوگر بتایا۔

کیا ان آیات میں کہیں تہمت زنا کا ذکر ہے؟
جو قارون نے موسیٰ علیہ السلام پر لگائی۔ کہیں نہیں
بلکہ یہاں قارون کا نمایاں ترین جرم صرف اس کے
تکبر و غرور اور خود نمائی کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔
چنانچہ پہلے ارشاد ہے کہ وہ اپنی قوم پر تکبر کرنے لگا
اور اس کے خزانے اتنے فراوان تھے کہ ان کے باعث
تکبر میں آجانباقربین قیاس تھا۔ لوگ بھی اس کے تکبر
و غرور کو محسوس کر کے اس سے باز رکھنے کی کوشش
کرتے تھے مگر وہ بجائے نسیحت قبول کرنے اور بھی
ان کو چڑانے کے لئے متکبرانہ آن بان کے ساتھ نکلتا
تھا۔ پھر صاف فرما دیا کہ وہ علانیہ تکبر کا مرتکب ہوا۔
اس کے بعد بیان فرمایا کہ اس نے فرعون و ہامان کا
ہمنوا بن کر موسیٰ علیہ السلام کو ایک جھوٹا جادوگر کا
لقب دیا۔ یہ استحقار بھی اس کے تکبر ہی کے مقتضیات
سے تھا۔

پھر حضرت نے فرمایا میرے نزدیک قارون کا
خسف اس کی تہمت زنا کی وجہ سے نہیں بلکہ محض
اس کے تکبر و غرور کی وجہ سے وقوع میں آیا۔
قارون کا خسف اس کے کبر و غرور کے سبب
سے ہونا نہ صرف قرآن مجید سے ثابت ہے بلکہ یہ بات
حدیث سے بھی یابی جاتی ہے۔ کہ عذاب خسف کا
باعث تکبر کے سوا کوئی نہیں۔

قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص

فرقہ ہائے باطلہ کی علامات

(از جناب مدیر مسئول)

(یعنی حضرت علیؑ نے) عرض کیا اے نبی اللہ ان کی امت ہوگی۔ فرمایا وہ تیری مدح میں وہ اوصاف بیان کرینگے جو تجھ میں نہ ہوں گے۔ اور میرے صحابہ پر طعن کریں گے اور انہیں گالیاں دیں گے۔

۳۔ عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا فان قومًا ینتحلون حبک یقرؤن القرآن لایجأوز تراقیہم لہم نزیقال لہم الرافضہ فان ادرکتہم فجاہدہم انہم مشرکون۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد مطبوعہ مصر جلد ۳۹ ص ۳۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا اے علی ایک قوم جو تیری محبت کا دعویٰ کرے گی اور قرآن پڑھے گی۔ مگر اس کا اثر اس کے حلق سے نیچے نہ ہوگا۔ اسے رافضہ کے لقب سے پکارا جائے گا۔ اگر تو انہیں پائے تو ان کے ساتھ جہاد کرنا کیونکہ وہ شرک کرنے والے ہوں گے۔

۴۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی الا ادلک علی عمل اذا فعلتہ کنت من اهل الجنة انه سیکون بعدی اقوام یقال لہم الرافضہ فان ادرکتہم فاقتلہم فانہم مشرکون قال علی سیکون بعدنا اقوام ینتحلون مودتنا لیکونون علینا مارقۃ وآیۃ

۱۔ عن علی قال قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت وشیعۃک فی الجنة وشیأتی قوم لہم نزیقال لہم الرافضہ فاذا لقیتموہم فاقتلوہم انہم مشرکون۔

(رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ والخطیب فی تاریخہ) منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۳۹ صفحہ ۳۹ مطبوعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا اے علی تو اور تیرے متبعین جنت میں ہوں گے۔ اور ایک قوم ظاہر ہوگی جن کا ایک لقب ہوگا۔ یعنی ان کو رافضہ کہا جائے گا اگر تم کو وہ کہیں ملیں تو انہیں..... کیونکہ وہ شرک کرنے والے ہوں گے۔

۲۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیأتی قوم لہم نزیقال لہم الرافضہ ان لقیتموہم فاقتلوہم فانہم مشرکون قلت یا نبی اللہ ما العلامة فیہم قال یقرظونک بما لیس فیک ویطعنون علی اصحابی ولیشتموہم (رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ وابن شاہین)

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۳۹ صفحہ ۳۹ مطبوعہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی۔ جس کا ایک لقب ہوگا یعنی انہیں رافضہ کہا جائیگا..... کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔ میں نے

یعنی انہیں رافضہ کہا جائے گا اسی سے وہ بچانے جائینگے وہ ہمارے گروہ میں سے کہلائیں گے مگر وہ ہمارے گروہ میں سے نہ ہوں گے ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ گالیاں دیں گے ابو بکر و عمر کو۔ جہاں کہیں وہ تہیں ملیں ان کو..... کیونکہ وہ شرک کرنے والے ہوں گے۔

۷۔ عن علی قال یقتل فی آخر الزمان کل علی سراہی علی وحسن وابی حسن وذلک اذا افطوا فی کما افطت النصارى فی عیسی بن مریم فانتالوا علی ولدی فاطا عوہم طلبا للدنیا خشیش۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۲۷ مطبوعہ مصر)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آخری زمانہ میں میرے اور حسن اور ابی حسن کے ماننے والے قتل ہوں گے اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ وہ میرے حق میں اسی طرح زیادتی کریں گے جیسی کہ نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کے حق میں کی ہے۔ میری اولاد کے گرد جمع ہوں گے اور ان کی اطاعت کریں گے تاکہ دنیوی مطالب حاصل کریں۔

رافضہ کسے کہتے ہیں؟ { انتہی الارب جو عربی لغت کی مستند کتاب ہے اس میں لفظ رافضہ کے متعلق درج ہے کہ گروہی از شریک کائنات دور بہر خود را مانند و ترک دارند و باز گشتند از وی و رافض جمع۔ و جماعتی از شیعیان بالیوازیہ بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہم ثم قال لہ تبوا عن الشیخین فابی وقال کاننا وزیری جدی فرفضوا و ترکوا صموا بذلک ای لترکھم ایاء و امر فضا منهم عندہ رافضی منسوب است پل۔

ذلک انھم یسبون ابا بکر و عمر۔
(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۴۳۹)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا اے علی کیا میں تمہیں ایسا عمل بتاؤں جس کے کرنے پر تو اہل جنت میں سے ہو جائے۔ اور تحقیق تو اہل جنت میں سے ہے میرے بعد ایسی قومیں ظاہر ہوں گی جن کو رافضہ کہا جائے گا۔ اگر تو ان کو پائے تو..... کیونکہ وہ شرک کرنے والے ہوں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے (اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد) فرمایا ہمارے بعض قومیں ایسی ہوں گی جو ہماری محبت کا دعویٰ کریں گی مگر ہم میں سے خارج ہوں گی اور ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ ابو بکر اور عمر کو گالیاں دیا کریں گے۔

۵۔ عن علی قال یكون فی آخر الزمان قوم لهم نبي يقال لهم الرافضه يرفضون الاسلام فاقتلوهم فانهم مشركون۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۵۵)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ جن کا ایک لقب ہوگا۔ یعنی انہیں رافضہ کہا جائے گا۔ وہ اسلام کو چھوڑ دینگے ان کو..... کیونکہ وہ شرک کرنے والے ہوں گے

۶۔ عن علی قال یمخرج فی آخر الزمان قوم لهم نبي يقال لهم الرافضه يعرضون به ينتحلون شيعتنا وليسوا من شيعتنا وآية ذالك انهم يشتمون ابا بکر و عمر اينما ادمرکتهم فاقتلوهم فانهم مشركون۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۳۷ مطبوعہ مصر)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی جس کا ایک لقب ہوگا

گھروں کو چل دیئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انہیں رافضی کا خطاب دیا (تاریخ اسلام نجیب آبادی - جلد اول صفحہ ۲۰۰ ملخصاً)

زید بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے چلیں ہزار کوفیوں نے بیعت کی کہ شیعہ بیان علی کہلاتے تھے۔ اور جب آپ نے خروج کیا تو صرف پانچ سو آدمی رہ گئے۔ جنہوں نے چھوڑا ان سے آپ نے فرمایا اس فضیلت کو یعنی کیا تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس تاریخ سے چھوڑنے والے رافضی کہلائے۔ الغرض آپ صرف پانچ سو آدمی لے کر لڑے اور شہید ہو گئے۔ (تذکرۃ الکرام ص ۳۶۲)

امام جعفر صادق کا ارشاد { شیعوں کی معتبر کتاب

۱۸۱۷ء پر مذکور ہے کہ شیعوں نے امام ممدوح سے شکایت کی کہ لوگ ہمیں رافضی کہتے ہیں حضرت امام ہمام نے ارشاد فرمایا لا واللہ ما ہم سموکم بل اللہ سماکم (خدا کی قسم تمہارا یہ نام لوگوں نے نہیں رکھا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے)

رافضی کی علامات { احادیث مذکورہ بالا محتاج تشریح نہیں ان میں قوم رافضی کی واضح علامات بیان کر دی گئی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے :-

۱۔ وہ رافضی کے لقب سے ملقب ہونگے۔ یعنی لوگ انہیں رافضی کہیں گے۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح میں موضوع و غلط روایات اختراع کیا کریں گے۔

۳۔ صحابہ کرام پر طعن کرنا ان کا شیوہ ہوگا۔

۴۔ قرآن پڑھیں گے مگر اس کا اثر حلق سے نیچے

نہ ہوگا۔ یعنی زبان سے قرآن پڑھیں مگر ان کا اثر ان کے

یعنی رافضی اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے سرور و المیر شکر کو تنہا چھوڑ کر اس کی اطاعت سے انکار کر دیں اس کی جمع روافض ہے۔ اور شیعوں کا ایک گروہ جس نے حضرت زید بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کی بیعت کی تھی۔ پھر انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے شیعیان یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تبرک کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت زید نے اس سے انکار کیا اور کہا وہ دونوں میرے نانا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔ (یعنی قابل احترام ہیں) اس پر اس گروہ نے حضرت زیدؓ کو چھوڑ دیا (میدان جنگ میں) علیحدگی اختیار کر لی۔ اس پر وہ گروہ رافضی کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت زید کی شہادت { حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے چھوٹے

صاحبزادے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ۱۲۲ھ میں ہشام بن عبد الملک کے عہد میں کوفہ والوں نے خروج پر آمادہ کیا۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت امام باقرؓ نے کوفیوں کی بیوفائی اور بد عہدی کا ذکر کر کے انہیں خروج سے منع کیا۔ مگر پندرہ ہزار کوفیوں نے حضرت زیدؓ کے ہاتھ پر مرنے اور مارنے کا عہد کیا۔ حضرت زیدؓ نے ناصحین کا کہنا نہ مانا اور اس جم غفیر کو لے کر کوفہ سے نکلے یوسف بن عمر ثقفی جو ہشام کی طرف سے عراق کا گورنر تھا فوج کثیر لے کر مقابلے کے لئے سامنے آیا۔ جب نوبت تلوار چلانے کی آئی تو کوفیوں نے اپنی قدیمی سنت پر عمل کیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق کیا رائے ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں سے کسی کو ان دونوں حضرات کی نسبت برا کہتے نہیں سنا۔ اس پر کوفیوں نے جھپٹ فینچ کرادی۔ اور اپنے

یعنی اپنے آپ کو سادات کا خادم ظاہر کریں گے۔
تبلیغیہ { احادیث میں قتل و مقتالہ کے جو الفاظ
ہیں ان کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تاکہ عوام
الناس کو حدیث کا مطلب سمجھنے میں غلط فہمی نہ ہو قتل
و قتال و جہاد کے امور اسلامی حکمران کی ذات سے
وابستہ ہیں۔ ہر شخص کو قتال کی اجازت نہیں موجود
دور میں ہم صرف تبلیغ احکام الہی پر مامور ہیں۔
ہر مبلغ اسلام کو نرمی۔ رفق۔ اور احسن طریقہ سے
گمراہ اشخاص کو حق کی طرف دعوت دینی چاہئے۔
تشدد کا استعمال موجودہ حالات میں جائز نہیں
ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة
الحسنة کا فرمان خداوندی ہر وقت پیش نظر
رہنا چاہئے۔

مگر ان کے دل میں قرآن کا انکار موجود ہوگا۔
۵۔ وہ اہل بیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت
کا دعویٰ کریں گے۔
۶۔ وہ خصوصیت کے ساتھ حضرت ابو بکر و حضرت
عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کریں گے۔
۷۔ وہ اصل اسلام سے کنارہ کش ہوں گے اور
شرک میں مبتلا ہوں گے۔
۸۔ وہ اپنے آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
یعنی متبع بتلائیں گے۔
۹۔ جب طحطاوی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے
بارہ میں غلو کیا ہے ایسا ہی واقعہ سے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں ظاہر ہوگا۔
۱۰۔ وہ لوگ سادات (یعنی حضرت علیؑ کی اولاد)
کے گمراہ اپنے دنیوی مقاصد کے لئے جمع ہوا کرینگے

تاریخ و عبر

لیبیا اور ٹیپولی

(از جناب مدیر مسئول)

جغرافیائی حالت { قدیم زمانہ میں شمالی افریقہ
لیبیا۔ ٹیپولی۔ ٹیونس۔ الجزائر اور مراکش شامل
ہیں افریقہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ قدیم
زمانہ میں فیضان یا برقہ کو ماریکا۔ طرابلس کو
سیرینا۔ ٹیونس کو کارتھج۔ الجیریا کو نومیدیا اور
مراکش کو مورٹانیا کہتے تھے۔ اس کا ساحل دو ہزار میل

اخبار میں طبقہ لیبیا کے شہروں کے اسماء سے
اچھی طرح واقف ہو چکا ہے۔ آج کل یہ ملک جرمنوں
اطالویوں اور انگریزوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے دو سال
سے ان علاقوں میں خونریز جنگ جاری ہے۔ آج ہم
قارئین کو اس ملک کی اسلامی تاریخ سے روشناس
کرنے چاہتے ہیں تاکہ اس ملک کے خونریز انقلابات
واضح ہو سکیں۔

کے قریب ہے۔ اس کے جنوب میں صحرائے اعظم واقع ہے۔ مشرق میں مصر کا زرخیز ملک اور مغرب میں بحر اوقیانوس موجزن ہے۔ ساحلی علاقے سرسبز زرخیز ہیں۔ اور ریگستان کے علاوہ بعض حصے کو ہستانی بھی ہیں۔ آج کل برقعہ کو سرائیکا کہا جاتا ہے۔

حالت قبل از اسلام

ایشیائے آئے تھے۔ اہل عرب کے ایک گروہ نے ان کو سمندر کے کنارے سے پہاڑوں میں اور اندرونی ریگستانوں میں دھکیل دیا۔ اور بحر روم کے کنارے گھوما کرتے تھے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے نو سو برس پہلے ساحل شام پر ایک شہر طار (Tarr) آباد تھا۔ وہاں کے رہنے والے فونیشین کہلاتے تھے۔ فونیشین تجارت پیشہ اور باقدا ر لوگ تھے۔ انہوں نے افریقہ کے ساحل پر اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ ان نوآبادیوں میں سے کارتیج (ٹیونس) کی نوآبادی کو امتیازی شان حاصل رہی۔ کارتیج اس جمہوری حکومت کا مرکز بن گیا جس کے حدود مملکت تمام شمالی افریقہ سے گذر کر ملک سپین پر بھی حاوی تھے۔ اس زمانہ میں تمام یورپ رومیوں کے ماتحت تھا۔ اور شہر روم ان کا پایہ تخت تھا۔ رومیوں کی سلطنت بھی جمہوری قسم کی تھی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں شخصی طرز حکومت رائج ہو چکا تھا۔ رومہ کبریٰ آخر کار دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ مشرقی روم کا پایہ تخت قسطنطنیہ قرار پایا۔ اور مغربی روم کا مرکز روم میں ہی قائم رہا۔

افریقہ پر رومیوں کا تسلط

کارتیج کے جرنیل ہنی ہال

نے ایک دفعہ رومیوں کو عبرتناک شکست دی۔ اور اس کی فوجیں رومن شہنشاہیت کو برباد کرنے کے لئے اٹلی میں داخل بھی ہو گئیں۔ مگر بالآخر کارتیج کے سرداروں نے باہمی خانہ جنگی کی بنا پر رومیوں سے شکست کھائی۔ رومیوں نے کارتیج کو جلا کر راکھ بنا دیا۔ اور تمام شمالی افریقہ پر ان کا کامل تسلط ہو گیا۔ چار سو سال تک رومیوں نے ان ممالک پر حکومت کی۔ چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں کی باہمی خانہ جنگی نے قوم ونڈال کی امداد سے کارتیج کو غارت کیا۔ اور تمام شمالی افریقہ کو فتح کرنے کے بعد اٹلی پر حملہ کیا۔ روماکوٹ لیا۔ آخر کار ۳۳۵ھ میں رومیوں کے جرنیل بلیساریس نے دوبارہ افریقہ کو فتح کر کے قوم ونڈال کو نیست و نابود کیا۔ اور یہاں کی اقوام مور کو بھی برباد کر دیا۔

طرابلس پر پہلا اسلامی حملہ

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عمر ابن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر جمعیت کے ساتھ مصر و اسکندریہ کی فتح کے بعد سرحد مصر کو عبور کیا۔ آپ ان ممالک میں رومیوں کا زور بالکل توڑ دینا چاہتے تھے تاکہ سرحد مصر اور اسکندریہ رومیوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔ لیبیا کے صحرا کو عبور کر کے سب سے پہلے برقعہ کی اقوام بربر کا سامنا ہوا۔ بربر اپنے پادشاہ جالوت کے قتل کے بعد برقعہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انہوں نے بعدہ اور صبرہ نام کے دو شہر آباد کئے۔ اسلامی حملہ کے وقت یہ اقوام رومیوں کی باجگزار تھیں۔ انہوں نے مختصر مزاحمت کے بعد اسلامی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور تیرہ ہزار دینار سالانہ جزیہ دینا قبول کر لیا۔ برقعہ کے علاقہ سے گذر کر اسلامی

لشکر عبداللہ ابن مسعود کے پانچ بیٹے بن گئے۔ عبداللہ ابن مسعود
اس لشکر کو لے کر طرابلس کی طرف بڑھے۔ اس وقت
اسلامی لشکروں میں چالیس ہزار مجاہدین شامل تھے۔ شہر
طرابلس کی دیواروں تک دشمنوں کو مزاحمت کی ہمت
نہ ہوئی۔ اہل طرابلس نے ہم کر مقابلہ کیا۔ رومیوں
کا جہازی بیڑہ بھی ان کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ مگر
مسلمانوں نے رومی فوج کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا
اور اسے ساحل سمندر پر ہی کاٹ کر رکھ دیا اور اہل
کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔

طرابلس کی فتح کے بعد افریقہ کی اصل طاقت
سے مقابلہ کرنا شروع ہوا۔ اس زمانہ میں مالک ثیونس
الجیریا و مراکش کے حکمران کا نام گریواری تھا جسے اہل
عرب جرحیس یا جرحیر کے نام سے موسوم کرتے تھے
یہ رومی تہاد تھا اور سلطنت روم کا باج گزار تھا۔
اس کی قابلیت۔ جرأت اور سپہ گری کی دھماک
بندھی ہوئی تھی۔ لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر گریواری
نے ایک لاکھ بیس ہزار لشکر جہاز فراہم کیا اور اس
زمانہ کے بہترین سامان حرب سے مسلح ہو کر مسلمانوں
کے مقابلہ کے لئے اپنے دار السلطنت عبیطہ سے
ایک شبانہ روز کی مسافت پر پہنچ کر ملاوچہ قائم کیا
گریواری کی ایک لاکھ تھی نہایت حسینہ اور جمیلہ بہت
اس کے ہمراہ رہتی تھی۔ فوج سپہ گری سے آشنا تھی۔
اور میدان جنگ میں فوجوں کو لڑانے میں مهارت تمام
حاصل کر چکی تھی۔ اس مورچہ میں بھی گریواری کی لڑکی
اس کے ہمراہ تھی۔

عبداللہ ابن مسعود نے اسلامی دستور کے مطابق
گریواری کو اسلام قبول کرنے یا جہاد ادا کرنے کی
دعوت دی۔ جسے گریواری نے نہایت نفرت و تکبر
کے ساتھ رد کر دیا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی

لشکر طرابلس میں رومیوں کی فتح آوہوا۔ کئی ہفتہ تک
اہل شہر نے مقابلہ کیا۔ آخر کار مسلمانوں نے شہر
کے راستہ شہر میں داخل ہو کر اسے بزور شمشیر فتح کیا۔
رومی افواج سمندر کے راستہ بھاگنے پر مجبور ہوئیں۔
بقیہ السیف رومیوں نے صبرہ میں پناہ لی۔ مگر
مسلمانوں نے دوسرے روز ہی صبرہ پر دھاوا بول دیا
اور رومیوں کی اس آخری آماجگاہ کو بھی فتح کر لیا۔

مجاہدین اسلام کی دوسری فوج

و طرابلس فتح ہو چکے تھے مگر اسلامی افواج کئی واپسی
کے بعد رومیوں نے دوبارہ ان ممالک پر قبضہ کر لیا۔
اور وہ ان کی اقامت بھی اپنے معاہدوں سے منحرف نہیں
لہذا رومیوں کے مکمل استیصال اور افریقہ کی مکمل
فتح کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گورنر مصر
عبداللہ ابن ابی سرح کو احکام فرما دیے۔ اور
۲۵ھ میں عبداللہ گورنر مصر نے دس ہزار مجاہدین
کے ساتھ دوبارہ یمنیا کے صحر کو عبور کر کے برقہ کے
سرحدی رومیوں کو مغلوب کیا۔ اور انہیں جزیہ ادا
کرنے پر مجبور کر دیا۔

شمالی افریقہ کی مکمل فتح

بعد عبداللہ بن مسعود نے خلیفۃ المسلمین سے اندرون
ملک میں بیعت کرنے کی اجازت طلب کی حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ نے ارباب حل و عقد کی مجلس طلب کی اور
سرگردہ صبحیہ کرام کے مشورہ سے ایک لشکر روانہ فرمایا
جس میں حضرت عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر۔
عروہ بن مالک۔ عبداللہ بن جعفر طیار۔ سیدنا حسن۔
سیدنا حسین اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین
جیسے عسکری مقتدر اکابر شامل تھے۔ ۲۶ھ میں یہ

کئی مدد تک جنگ ہوتی رہی نتیجہ جنگ کے متعلق
غریبین کو تشویش لاحق تھی۔ رومی نہایت بہادری سے
جہم کر رہے تھے۔ اور اسلامی بہادری کے ہاتھوں سے
مولیٰ کا جبر کی طرح کٹ رہے تھے مگر کسی طرح پہننے پر
رضا مند نہ تھے۔ گرگوری اور اس کی لڑکی اپنی فوج کی
ڈھارس و ہمت قائم رکھنے میں مصروف رہتے تھے۔
مدینہ منورہ میں حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنه کو ہر وقت جنگ کے نتیجہ کا انتظار تھا۔ ایک عرصہ
تک افریقہ سے کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ اس پر امیر المومنین
نے حضرت عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں
ایک دستہ فوج بطور کمک روانہ کیا۔ فوج کا یہ دستہ
عین جنگ کی حالت میں نعرہ تکبیر بلند کر کے میدان
جہاد میں شامل ہو گیا۔ گرگوری کو اس کمک کی اطلاع
موصول ہوئے پر بے حد تشویش ہوئی۔ اس نے اپنی فوج
میں اعلان کر دیا کہ ”جو شخص عبداللہ بن سعد سپہ سالار
لشکر اسلام کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو ایک لاکھ دینار
انعام کے علاوہ میں اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دوں گا“
گرگوری کا منشا یہ تھا کہ سردار فوج کو قتل کرنے
سے تمام فوج منتشر ہو جائے گی۔ دوسرے روز بعض
سرداران فوج کے مشورہ سے عبداللہ بن سعد میدان
جنگ میں محفوظ مقام پر بیٹھے رہے۔ حضرت عبدالرحمن
ابن زبیر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سعد کو میدان جنگ میں
نہ پا کر سیدھے ان کے خیمہ میں پہنچے۔ اور انہیں اس
بزدلی پر ملامت کی۔ اور کہا کہ آپ بھی اعلان کر دیجئے
کہ ”جو شخص گرگوری کا سر کاٹ لائے گا اس کو ایک
لاکھ دینار دیا جائے گا۔ اور گرگوری کی لڑکی سے بھی اسکا
نکاح کر دیا جائے گا اور اسے گرگوری کے ملک کا حاکم
بنادیا جائے گا“ چنانچہ عبداللہ بن سعد نے اسی وقت
اسلامی لشکر میں منادی کو آدمی۔ اور خود میدان جنگ

میں لشکر لے کر آگے بڑھے۔ طرفین نے خوب داد شہادت
دی۔ مگر فتح و شکست کا نتیجہ برآمد نہ ہوا۔
دوسرے روز حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی
راے سے یہ قرار پایا۔ کہ کار آزمودہ مسلمانوں میں سے
ایک گروہ کو خیموں میں رہنے دیا جائے۔ اور باقی فوج
کو لے کر لڑائی کا آغاز کیا جائے۔ جب رومی دوپہر کے
وقت تھک کر اپنے کیمپ کی طرف واپس ہوں۔ اور
اسلامی فوجیں بھی اسے فرد گاہ کی طرف لوٹیں تو کار آزمودہ
گروہ دم فوجیں خیموں سے نکل کر رومیوں پر حملہ آور
ہوں۔ مسلمانوں کی یہ چال کار گر ہوئی۔ اور دوسرے روز
جب دوپہر کے وقت تازہ دم اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔
تو رومی تاب مقاومت نہ لاکر راہ فرار اختیار کرنے پر
مجبور ہوئے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ قلب لشکر
میں گھس گئے اور آپ کے ہاتھ سے گرگوری قتل
ہوا۔ ہزار رومی اسیر و قتل ہوئے۔ مال غنیمت کا
کوئی حساب ہی نہ تھا۔ خمس نکالنے کے بعد فی سوار
تین تین ہزار دینار ملے۔ گرگوری کی لڑکی بھی گرفتار
ہوئی۔ مگر گرگوری کے قتل کے انعام کا کوئی دعویٰ دار
نہا ہر نہ ہوا۔ اس کی بیٹی ابن زبیرؓ کو دیکھ کر رومی
اس پر لوگوں نے جب تڑپا دیا تو اس نے کہا کہ اسی
شخص نے میرے باپ کو مارا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے اس
لڑکی اور ایک لاکھ دینار لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا
کہ میں نے اللہ اور اسلام کے لئے یہ لڑائی کی دنیاوی
انعام کے لئے نہیں کی۔ اور اس کی جزا میں اللہ سے
ہی لینا چاہتا ہوں۔

اس فتح عظیم کے بعد افریقہ کے ممالک پر قبضہ
کرنا آسان ہو گیا۔ مسلمانوں نے افریقہ کے پانچ تخت
سبیطہ پر قبضہ کر لیا۔ یکے بعد دیگرے طے اور شہر
فتح ہوتے گئے۔ اس مہم میں ایک برس اور تین ماہ

نہ کیا۔ بعد میں جب مسلمانوں کو آپ کی بے نظیر
جرات و بہادری کا حال معلوم ہوا تو اللہ کی عزت
و عظمت کا نقش ہر مسلمان کے دل میں جم گیا۔
(باقی آئندہ)

صرف ہوتے۔ اہل شمالی مغربیہ کی کامل فتح کے بعد
عبداللہ بن سعد نے مصر کی طرف لوٹے۔
فتح کی خبر لے کر حضرت ابن زبیرؓ مدینہ منورہ
پہنچے۔ مگر آپ نے اپنی ذاتی کارکردگی کا کسی سے ذکر

مشاہیر اسلام

علامہ محمد ابن عمر اقدیؒ

[از ملفوظات حضرت قطب العالم قیوم زماں مولانا ابوالسعد احمد خان
رحمۃ اللہ علیہ۔ تتریب مولانا میرزا محمد نذیر صاحب عرشی۔]

الحديث - | ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ بہت سے محدثین نے
واقدی کو ضعیف بلکہ کذاب تک بھی کہا ہے مگر ان کے
بارے میں یہ جرح حدیث کے متعلق ہے اور روایت
حدیث میں ان کا مجروح ہونا فن سیر و معازی کے
امام ہونے کے لئے مضر نہیں کیونکہ ان کی یہ مجروحیت
اس بنا پر نہیں کہ فی الواقع وہ کوئی کذاب و باطل گو
تھے بلکہ جرح و تعدیل کے قواعد کی رو سے راوی کا روایت
حدیث کے علاوہ کسی دوسرے فن میں مشغول ہو جانا
بھی اس کو ہدف جرح بنا دیتا ہے۔ چنانچہ بیچارے
واقدی کو محض اتنے سے قصور نے مجروح و بدنام کر دیا
کہ وہ راوی حدیث ہو کر سیر و معازی کے فن میں مشغول
ہو گئے۔ اور بہت غرائب نقل کرتے ہیں۔ پس وہ
اس شغل کی وجہ سے فن حدیث میں مجروح ہیں۔ مگر
سیر و معازی میں ان کا پایہ اعتبار اسی طرح بلند ہے

ایک دن فہرست (یعنی حضرت قبلہ مولانا ابوالسعد
احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ کی فہرست) لکھتے وقت
طبقات ابن سعد کی جلدیں میرے سامنے تھیں۔ کتاب کا
نام۔ مولف کا نام اور اس کا سنہ وفات لکھ دیا تھا۔
حضرت (اعنی قبلہ مولانا ابوالسعد) نے فرمایا یہ بڑی
اہم اور ثناء کا کتاب ہے۔ میں نے عرض کیا بیشک
حضرت! اور علامہ شبلی نعمانی بھی اس کی بہت تکریم
کرتے ہیں۔ فرمایا ابن سعد واقدی کا شاگرد ہے۔ میں
نے عرض کیا مگر وہ تو بہت بدنام ہے۔ فرمایا نہیں وہ ثقہ
ہے۔ دیکھو ابن تیمیہ جیسا متشدد اور سخت گیر محدث
اپنی کتاب الصارم الملول میں اس کے بارہ میں لکھتا
ہے :-

هو اعلو بتفاصيل | وہ غزوات کے تفصیلی
المغازی | احوال کا سب سے بڑا عالم ہے
اور علامہ ذہبی کا سا وسیع النظر محدث اس کے
متعلق درودمی سے یہ قول نقل کرتا ہے :-

هو امير المؤمنين في | وہ فن حدیث کا پادشاہ

ملہ حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب تہذیب التہذیب جلد نہم صفحہ ۳۴۴
(باقی بر حاشیہ ص ۸)

پھر فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اسماء الجہال میں جرح و تعدیل کا معیار بھی بڑا نازک اور بڑا بے ڈھب واقع ہوا ہے۔ بعض محدثین نے محض اپنی ذاتی نافرمانی سے دوسروں پر جرح کر ڈالی ہے۔ اور بعض نے محض ۲

(حاشیہ صفحہ ۱۴) پر واقدی کے متعلق لکھتے ہیں :-

قال ابن سعد عالماً بالمازج والسيرة والفتوح واختلاف الناس في الحديث والاحكام وقال الخطيب ولي قضاء الجناح الشرقي وهو ممن طبق الارض ذكره وكات جوادا كريما مشهورا بالتقاء وروى عن ابراهيم الحلبي كان الواقدي اعلم الناس باموال الاسلام واما الجاهلية فلم يعلم منها شيئا وعنه قال كان الواقدي امين الناس على الاسلام وقال موسى بن هارون سمعت مصعبا الزبيري يقول ما سألت مثله قط و عن موسى عن مصعب حدثني عن سمع ابن المبارك يقول كنت اقدم الى المدينة فها يقيدني ولا يد لي على الشيخ الا الواقدي وعن يعقوب سمعت الدراوردي يقول الواقدي امير المؤمنين في الحديث وعن يعقوب بن شبيب حديث سنائي ہے جس نے ابن مبارک سے منقول ہے کہ اسماء الجہال میں جرح و تعدیل کا معیار بھی بڑا نازک اور بڑا بے ڈھب واقع ہوا ہے۔ بعض محدثین نے محض اپنی ذاتی نافرمانی سے دوسروں پر جرح کر ڈالی ہے۔ اور بعض نے محض ۲

کے کسی نا واجب شبہ کی بناء پر بلا تحقیق جرح کر دی۔ ایک محدث کسی شیخ کی طرف سماعت حدیث کے لئے گئے دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے اور اس کو کو دار ہے پس اتنی سی بات پر اس کو مجروح قرار دے کر واپس چلے آئے۔ کہ محدث کو شہسوار سی اور اس پ دوانی سے کیا سروکار۔ ایک اور محدث کسی شیخ الحدیث کے گھر میں پہنچے۔ ان کے محلے سے سرو کی آواز سنائی دی تو بلا تحقیق و تحسس یہ سمجھ کر کہ یہ آواز انہی کے گھر سے آرہی ہے واپس چلے آئے اور ان پر جرح شروع کر دی۔

باقی رہی یہ بات کہ واقدی غزوات کے واقعات

حدثني بعض اصحابنا ثقة سمعت ابا عمار المقدی ما كان يفيدنا الشيوخ والاحاديث الا الواقدي و عن احمد بن علي الا باقر قال سألت مجاهد بن موسى عن الواقدي قال ما كتبت عن احد احفظ منه جرح و تعدیل کے ان ائمہ کی تصریحات ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کیلئے کافی ہیں جو آج کل کے بعض متعصب مرفین کی زہریلی تحریروں سے متاثر ہو کر علامہ واقدی کی بدگواہی کرنے کے عادی ہو چکے ہیں مسلمان دنیا میں فن تاریخ کے موجد کہلاتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے اس شاندار کارنامہ پر ناز کرنا چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ آج ہم میں ایسے لوگ ظاہر ہو رہے ہیں جو اسلاف کی بدگواہی اور انہی کو کذاب سے متهم کرنے اور انہیں ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے اپنا پورا زور قلم صرف کر دیتے ہیں۔

میں مدینہ طیبہ جایا کرتا تھا۔ مجھے فائدہ بخش اور اساتذہ کے طبع دینے والا سوا واقدی کے کوئی نہ تھا۔ یعقوب سے ہو کر میں نے دراوردی سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ واقدی حدیث میں امیر المؤمنین ہے یعقوب بن شبيب کہتے ہیں مجھے بعض متبرہا بھی بتے سنا ہے جرح و تعدیل کے ان ائمہ کی تصریحات ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کیلئے کافی ہیں جو آج کل کے بعض متعصب مرفین کی زہریلی تحریروں سے متاثر ہو کر علامہ واقدی کی بدگواہی کرنے کے عادی ہو چکے ہیں مسلمان دنیا میں فن تاریخ کے موجد کہلاتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے اسلاف کے اس شاندار کارنامہ پر ناز کرنا چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ آج ہم میں ایسے لوگ ظاہر ہو رہے ہیں جو اسلاف کی بدگواہی اور انہی کو کذاب سے متهم کرنے اور انہیں ناقابل اعتبار ثابت کرنے کے لئے اپنا پورا زور قلم صرف کر دیتے ہیں۔

کو اس تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ کہ جس کا ذہن و حافظہ میں محفوظ و مربوط رہنا عموماً ناممکن نظر آتا ہے۔ اور اس لئے لوگوں کو اس پر دروغ بافی کا شبہ ہوتا ہے تو یہ محض سوء ظن ہے۔ اس زمانہ کے لوگوں کی قوت حافظہ کے کارناموں پر غور کرو تو واقعی کا کام ان کے مقابلہ میں کچھ بڑھ کر نہیں۔ حدیث کا حافظہ کہلاتا تھا جس کو کم از کم ایک لاکھ حدیث مع اسناد حفظ ہو۔ اور حافظ ابن حجر۔ حافظ سیوطی۔ حافظ ابن جوزی۔ حافظ ابن قیم۔ حافظ منطانی وغیرہ اسی لئے حافظ کہلاتے ہیں کہ وہ لاکھ لاکھ حدیث کے حافظ تھے۔ اور اس قسم کے حفاظ حدیث قرون سابقہ میں بے شمار گذر چکے ہیں۔ آج ہے کوئی ایسا عالم؟ جس کو لاکھ یا ہزار تو یہی الگ سود و سود حدیث بھی مع اسناد یاد ہو پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ واقعی کے حافظ کی تنقید آج کل کے حافظ کو بطور معیار سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔

لے بعض ائمہ حدیث نے واقعی کے حافظ پر تعجب کیا ہے اور ان کی خداداد قوت حافظہ اور ذہن کی رسائی پر حیران رہ گئے۔ بعض نے اسی بنا پر ان کی ثقاہت پر شبہ کیا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب جلد نہم صفحہ ۳۶۵ پر فرماتے ہیں :-

قال الشاذکونی اما ان یکون اصدقی الناس واما ان یکون اکذب الناس۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنی ابی ثناء معاذ بن صالح سمعت سعید بن داود یقول کنا عند هشیم فدخل الواقدی فساله هشیم عن باب ما یحفظ فیه فقال ما یحفظ ہرے سنہ ہے کہ ہم ہشیم کے پاس تھے اور واقعی داخل ہوا ہم

اس کے بعد آپ نے دیوان متنبی کی شرح عکبری (جو پاس ہی پڑی تھی) اٹھا کر اس میں سے ابو العلاء معزی کا حال پڑھ کر حاضرین کو سنایا جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے :-

ابو العلاء نابینا تھا اور ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کی قوت حافظہ کے ہر طرف چرچے پھیل گئے۔ اٹلاکیہ کے ایک کتب خانہ کے بہتم نے اس کا امتحان کیا۔ کسی غیر معروف اور مشکل کتاب تکمیک دو ورق پڑھ کر سنا دیئے۔ پھر ابو العلاء نے سنی ہوئی عبارت فر فر سنا دی۔

ابو العلاء کے پڑوس میں ایک ایرانی آبدار مدت کے بعد ایک اور ایرانی اس کو ملنے آیا وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ ابو العلاء فارسی زبان نہیں جانتے تھے۔ اشارے سے ایرانی کو کہا کہ تم اپنا پیغام دے جاؤ اس نے جو کچھ کہنا تھا فارسی میں کہا اور چلا گیا۔ ایرانی واپس آیا۔ ابو العلاء نے وہ پیغام اسی عبارت میں من وعن اس کو سنا دیا۔ ایرانی سون کر رونے لگا۔ ابو العلاء نے پوچھا کیا بات ہے۔ ایرانی نے عربی میں بتایا کہ مجھ کو میرے کئی عزیزوں اور پڑوسیوں کی وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔

عندک یا ابامعاویہ فذكر خمسة او سنة فحدثه الواقدی بثلاثين حديثاً ثم قال وسألت مالکاً وسألت ابن ابی ذئب وسألت وسألت قال فرأيت وجه هشیم يتخبر وتمام الواقدی فخرج فقال هشیم لمن کان کذا فانی الدنیا مثله وان کان صادقاً فانی الدنیا مثله۔ ابن ابی ذہب یوحھا ہے اور میں نے اور اور ائمہ سے پوچھا

اس میں سے ابو العلاء معزی کا حال پڑھ کر حاضرین کو سنایا جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے :- ابو العلاء نابینا تھا اور ابھی بچہ ہی تھا کہ اس کی قوت حافظہ کے ہر طرف چرچے پھیل گئے۔ اٹلاکیہ کے ایک کتب خانہ کے بہتم نے اس کا امتحان کیا۔ کسی غیر معروف اور مشکل کتاب تکمیک دو ورق پڑھ کر سنا دیئے۔ پھر ابو العلاء نے سنی ہوئی عبارت فر فر سنا دی۔ ابو العلاء کے پڑوس میں ایک ایرانی آبدار مدت کے بعد ایک اور ایرانی اس کو ملنے آیا وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ ابو العلاء فارسی زبان نہیں جانتے تھے۔ اشارے سے ایرانی کو کہا کہ تم اپنا پیغام دے جاؤ اس نے جو کچھ کہنا تھا فارسی میں کہا اور چلا گیا۔ ایرانی واپس آیا۔ ابو العلاء نے وہ پیغام اسی عبارت میں من وعن اس کو سنا دیا۔ ایرانی سون کر رونے لگا۔ ابو العلاء نے پوچھا کیا بات ہے۔ ایرانی نے عربی میں بتایا کہ مجھ کو میرے کئی عزیزوں اور پڑوسیوں کی وفات کی اطلاع دی گئی ہے۔

یاد ہے اور پھر اس کو حساب کا جہہ لکھوا دیا۔

اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ جب صدر اسلام میں ایسے ایسے قوی الحافظہ لوگ ہو گزرے ہیں۔ تو پھر واقعی پر لوگوں کو اس قدر تعجب کیوں ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ ان کو کذب گوئی سے منسوب کرتا پڑا۔

(ماخوذ از تحفہ سعدیہ صفحہ ۱۸ و ۱۹)

ایک مرتبہ ابو العلاء مال خانہ کی کھڑکی میں بیٹھے تھے۔ ایک دوکاندار ان کے ایک پڑوسی سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے آیا۔ ہاتھ میں فرد حساب تھی سب پڑھ کر سنائی۔ کچھ دنوں کے بعد ابو العلاء نے اس قرضخواہ کو پریشان و مضطرب دیکھا۔ پوچھا کیا ہوا وہ بولا میری فرد حساب گم ہو گئی۔ کہا خاطر جمع رکھو ہم تمہاری فرد حساب سن چکے ہیں۔ سب

درِ فیض

شیعی دنیا

(از جناب مدیرِ مسئول)

مغرب میں اور ایک شہر مشرق میں آباد ہے۔ ہر شہر کی وسعت کا یہ حال ہے کہ ان کی تفصیلی اینٹوں کی بجائے لوہے کی چادروں سے تعمیر کی گئی ہیں۔ ہر فیصل کے ہزار ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر شہر میں سب سے الف الف لغتہ ستر ہزار در ہزار یعنی سات کروڑ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر شخص و ہاں اپنی اپنی بولی بولتا ہے۔ اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو شیعہ

شیعوں کی سب سے بڑی اور معتبر کتاب کافی ہے جسے محمد بن یعقوب کلینی نے مرتب کیا ہے۔ اور اس کتاب کو بقول شیعوں امام آخر الزمان نے ہذا اکاف لشیعۃ فرمایا۔ اسی لئے اس کا نام کافی مشہور ہوا۔ کتب کافی کتاب الحجۃ جزو سوم حصہ ۲۔ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ایک روایت منسوب ہے۔ جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیعوں کا ایک شہر

لجہ عہد حاضر میں بھی بعض ایسے استغناص موجود ہیں۔ جن کی توست حافظہ پر لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ حرب و بلا انصار کے سابق مبلغ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ مولوی صاحب محدود جب اپنی تقریر میں صدائے کتب کے حوالے مسلسل بقیہ صفحہ و سطر بیان کرتے ہیں۔ تو بعض لوگوں کو انکی صداقت پر شبہ ہونے لگتا ہے۔

ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ علامہ واقعی کے متعلق جو عام بدظنی پائی جاتی ہے۔ اور ان کو اردو دان طبقہ برائی سے یاد کرتا ہے۔ اس ذہنیت کو دفع کیا جائے۔ اور اسلاف پر طعنہ زنی سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔ مہربنا لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا۔ (مدیہ)

نہ ہو (ملاحظہ ہو صافی شرح کافی کتاب الحجۃ جزو سوم حصہ دوم صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ نو لکھنور)

شیعوں کو مبارک ہو کہ ان کی آبادی دنیا میں اس قدر ہے کہ تمام دنیا کی اقوام ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ہر شہر میں سات کروڑ اہل زبان ہیں گویا دونوں شہروں میں جو دو کروڑ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور یہ شہر ایسے محفوظ ہیں کہ فولادی چادروں سے ان کی دیواریں تیار ہوئی ہیں۔ جن مقامات پر صرف زبانوں اور لغتوں کی تعداد چودہ کروڑ ہو وہاں کی آبادی کا اندازہ لگانا آسان نہیں ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی میں لغتوں اور زبانوں کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر یہاں چودہ کروڑ لغتیں ہوں وہاں پر کروڑوں ارب انسان آباد ہوں گے۔ مگر تعجب ہے کہ شیعوں کی عظیم اکثریت روایت کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں موجود تھی۔ مگر اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی امداد نہ کی۔ اہل یورپ نے دنیا کا گوشہ گوشہ چھان مارا مگر انہیں شیعوں کی اس اقلیم کا پتہ نہ ملا اور سب سے بڑھ کر تعجب اس امر پر ہے۔ کہ امام دوازدہم شیخان آج تک غار سامرہ میں روپوش کیوں ہیں؟ اور اپنے ان شیعوں کی امداد سے غلبہ حاصل کیوں نہیں کرتے۔ بہر حال موجودہ دور میں جبکہ کردہ ارض کا ہر حصہ جنگ و قتال کی وجہ سے جہنم زار بن رہا ہے۔ شیعوں کے لئے مقام ہسرت ہے کہ ان کے ممالک بالکل محفوظ ہیں۔ شیعوں کو چاہئے کہ ہجرت کر کے وہاں چلے جائیں۔ سنی غریبوں کے متعلق تو شبلی نعمانی پہلے کہہ گئے ہیں۔

جو ہجرت کر کے بھی جائیں تو اسے شبلی کہاں جائیں کہ اب امن وامان شام و نجد و قریان کب تک

اس کے برعکس کتب شیعہ میں یہ روایت موجود ہے کہ جب دنیا میں شیعوں کی تعداد ۳۱۳ ہو جائیگی اس وقت امام غائب غار سے برآمد ہوں گے۔ شاید امام کو ان شہروں کا علم نہ ہو۔ اس لئے شیعوں کو چاہئے کہ غار سامرہ کے باہر کھڑے ہو کر امام کو ان شہروں میں رونق افروز ہونے کی دعوت دیں شاید ان کی امید بر آئے۔ اور امام موصوف باہر تشریف لاکر شیعوں کو ہر قسم کا غلبہ و اقتدار حاصل کرنے میں مدد دیں۔ تیرہ سو سال کے عرصہ میں ان شہروں کی آبادی کتنی گنتا بڑھ گئی ہوگی۔

میں ہے کہ کوئی شیعہ صاحب یہ کہیں کہ اب ان شہروں کے لوگ مرتد ہو چکے ہیں۔ اور اب تک ان کا شیعہ مذہب پر قائم رہنا قابل ثبوت ہے تو ہم ادب سے گزارش کریں گے کہ وہ ان شیعوں کے ارتداد کے اسباب بیان فرمائیں نیز جس ذریعہ سے ان کو ملن شہروں کے حالات معلوم ہوئے ہوں ان کا اظہار فرمادیں۔ تاکہ ایسے مرتدین جنگ عظیم کے دائرہ سے محفوظ نہ رہیں نیز یہ بھی بتائیں کہ شیعہ مذہب ترک کرنے کے بعد اب وہ کس مذہب کے پیرو ہیں۔ نیز کیا کوئی شیعہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ ایسے لوہے کی چادروں والی دیواروں اور ہزار دروازوں والے شہر کس اقلیم میں آباد ہیں نیز یہ امر بھی قابل دریافت ہے کہ کیا ان شیعوں پر حج فرض نہیں ہے اور کیا وہ زیارت قبر مطہر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لئے بھی مامور نہیں ہیں کیا تیرہ سو سال کے عرصہ میں ان ممالک کا کوئی شیعہ باشندہ حج کے لئے حرمین یا عریق میں وارد ہوا ہے شیعوں پر ہزار ہا مصائب نازل ہوئے۔ مگر ان شیعوں نے کبھی اپنے ہم عقیدہ مومنین کی امداد نہیں کی۔ آخر ایسے شیعہ کس مرض کی دوا ہیں۔

بحث و نظر

بعض سوالات کے جوابات

(از جناب مدیر سؤل -)

الجواب - اس سوال کا جواب ماہ ستمبر ۱۳۸۷ء کی اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔ مگر سائل صاحب نے دوبارہ اپنے شکوک و شبہات پیش کئے ہیں اسلئے اس کا مفصل و مکمل جواب اشاعت ہذا میں درج کیا جاتا ہے۔ سائل نے دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ ان احادیث کے متعلق علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے :-

پہلی حدیث - اول حبش من امتی
میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (یعنی قسطنطنیہ) پر جہاد کریگا۔ وہ مغفور ہوگا۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن خلدون کی تاریخ کے حوالہ سے لکھا جا چکا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سب سے پہلے بسر بن ارطاط کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ ہوا۔ اس کے بعد ۵۳ھ میں سفیان بن عوف کی سپہ لاری میں ایک عظیم لشکر مرتب ہوا۔ جس کے ایک حصہ کی سرداری پر یزید بھی مامور تھا۔ اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ رضائل تھے۔ اکثر مورخین اسلام نے اسی دو سرے لشکر کو بشارت نبویہ کا مصداق قرار دیا ہے۔ مگر ابن خلدون جیسے محقق مورخ کی رائے بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ پس جبکہ اس بشارت کا مصداق قرار

بخاری شریف میں ہے۔ اول حبش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم قال القسطلانی کان اول من غزا مدینۃ قیصر یزید ابن معاویہ۔ وقال افاس من امتی یرکبون البحر الاخضر فی سبیل اللہ حدیث کس پر صادق آتی ہے۔ کس کی بشارت رسول اللہ فی سبیل اللہ جہاد کے ساتھ دے رہے ہیں۔ کیا اب بھی کہا جائے گا کہ یزید مغفور نہیں۔ اسکی نیت جہاد فی سبیل اللہ تھی۔ اگر نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی غلط ہو جاتی ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے کہ جس کی میں تشریف کر رہا ہوں وہ فاسق و فاجر ہے۔ قاتل حسینؑ ہے اور ملعون و مژدود ہے۔ رافضی کا کذب ممکن ہے۔ مگر حدیث کو جھٹلانا آسان نہیں۔ لہذا بعد میں بیان کردہ روایات دوبارہ افعال یزید قابل اعتبار نہیں۔ شیعہ بھی تو صحابہ کرام کے خلاف روایات پیش کر کے ان کے فضائل والی احادیث کا انکار کر دیتے ہیں اگر شیعوں کی روایات قابل تسلیم ہیں تو ہم بھی یزید کے بارہ میں مذکور روایات قبول کر لیں گے۔ ورنہ مدلل و مفصل جواب اطمینان کے لئے درکار ہے۔ (کبیر الدین از بنارس)

نیز شیعہ اہل سنت ہی کو مطعون کرتے ہیں کہ یزید جیسے قاتل حسین پر لعنت کرنا سنیوں کے مذہب میں جائز نہیں اس کا جواب ارشاد فرمائیں۔

دینے میں ہی اختلاف ہے۔ تو یزید کو قطعی جنتی یا مغفور کیسے کہا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ قسطلانی ارشاد الہادی شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۸۲ پر اس حدیث کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں :-

واستدل به المهلب على ثبوت خلافة يزيد وانه من اهل الجنة لدخوله في عموم قوله مغفور لهم واجيب بان هذا اجابا على طريق الحمية لبني امية ولا يلزم من دخوله في ذلك العموم ان لا يخرج بدليل خاص اذ لا خلاف ان قوله عليه الصلاة والسلام مغفور لهم مشروط بكونه من اهل المغفرة حتى لو ارتد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل في ذلك العموم اتفاقاً

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بنی امیہ کی حمایت میں بیان کیا جاتا ہے لیکن یزید کا اس عموم میں داخل ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ کسی خاص دلیل مخرج کے ساتھ اس عموم سے خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بلا اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مشروط ہے اس شخص کے اہل مغفرة میں سے ہونے کے ساتھ اب اگر کوئی شخص اس غزوہ کے بعد مرتد ہوتا ہے تو بالاتفاق اس عموم میں داخل نہیں ہوگا۔

اور علامہ بدرالدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ استنبول جلد ۱ صفحہ ۶۳۸ پر اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں :-

ان المواد مغفور لمن مغفور لهم سے مراد وہ

وجد شرط المغفرة فيه منهم شخص ہے۔ جن کے لئے ان میں سے مغفرة کی شرط پائی جائے۔

احادیث میں مسجد بنانے والے۔ حج کرنے والے یا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے اس قسم کی بشارات موجود ہیں۔ جن سے ان کے جنتی ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایسے اشخاص اگر ان اعمال کے بعد مرتد ہو جائیں یا ان سے افعال قبیحہ سرزد ہوں۔ تب بھی وہ ضرور جنتی اور مغفور سمجھے جائیں۔ لہذا زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ قسطلانی کے جہاد میں شامل ہونے والوں کے گناہ اللہ نے بخش دیئے۔ مگر اس جہاد کے بعد اس نے اگر کبائر کا ارتکاب کیا ہو۔ اور بعض افعال سرزد ہوں تو کوئی سلیم عقل انسان ان کے بعد کے گناہوں کو بھی مغفور نہیں کہہ سکتا۔

صحابہ کرام کے متعلق کتب فریقین میں اکبر و اصحابی۔ اوصیکم لاصحابی۔ اصحابی کا انجوم۔ باہم اقتد یتم اھتد یتم کے الفاظ موجود ہیں لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واقعہ ارشادات کی بنا پر ہم صحابی کی تعظیم و تکریم پر مامور ہیں۔ مگر کیا سائل صاحب یزید کی تعظیم و تکریم کے لئے بھی کوئی فرمان نبوی پیش کر سکتے ہیں۔ یزید صحابی نہ تھا۔ اور اس کے بارہ میں اہل سنی کا مذہب یہی ہے کہ نہ تو اس پر لعنت کی جائے اور نہ ہی اسے اچھا کہا جائے۔

سیدنا من میری امت کے بعض لوگ دوسری حد۔ امتی ہو کہو۔ بحر اخضر میں جہاد فی البحر الاخضر فی سبیل اللہ سبیل اللہ کے سوا

مٹام مثل الملوک علی ہوں گے ان کی مثال
الاسراۃ (بخاری کتاب الجہاد ایسی ہے جیسے بادشاہ
باب غزو المرأة فی البحر) اپنے تختوں پر بیٹھے
ہوں۔

اس حدیث کے بارہ میں تمام شارحین بخاری مثلاً
قسطانی و عینی وغیرہم یہی بیان کرتے ہیں کہ اس سے
مراد وہ غزوہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ
میں جزیرہ قبرس میں پیش آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے حکم سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم شام نے
۱۸ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ کیا۔ یہ پہلا اسلامی لشکر
تھا جس نے سمندر میں جہاد کیا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا
بھی اس لڑائی میں شریک تھیں۔ اور صحیح بخاری
باب قتال الروم میں ام حرام رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض
کیا کہ کیا میں قیصر کے شہر پر چڑھائی کرنے والے لشکر
میں شامل ہو سکوں گی۔ فرمایا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ
بحری جنگ کے متعلق جو حدیث ہے اس کا سفیان
بن عوف یا یزید والے لشکر سے کوئی تعلق نہیں۔
حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا اسی بحری جنگ سے
والہیسی پر ۱۸ھ میں سواری سے گر کر انتقال ہو گیا

یزید کے بارہ میں افراط و تفریط { شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رحمہ اللہ

الوصیۃ الکبریٰ میں تحریر فرماتے ہیں ”کہ شروع میں
یزید کے بارہ میں انہی امور کے متعلق کوئی مخالفت
یا موافق تذکرہ نہیں تھا۔ بعد ازاں چند نئے امور کا
اضافہ ہوا تو ایک قوم یزید پر لعنت بھیجنے لگی۔ اور
اس کی لعنت کو بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ کی تمہید
ٹھہرا لیا۔ اس پر اکثر اہل السنۃ نے کسی خاص شخص
پر لعنت بھیجنے کا ناپسند کیا۔ جب یہ بات ان لوگوں

نے سُن لی جو بہت متشدد تھے۔ تو انہوں نے نہ
صرف یزید پر لعن طعن کرنا ہی ترک کر دیا بلکہ وہ اسے
صالحین کا ستراج اور امام ہدایت سمجھنے لگے۔ یہاں سے
یزید کے بارہ میں دو مخالفت جماعتیں پیدا ہو گئیں۔
ایک کے نزدیک وہ کافر زندقہ ہے اور دوسری
قوم اسے امام عادل اور رہنما کہتی ہے ”امام ابن
تیمیہ نے یزید سے محبت کرنے والے جس گروہ کا ذکر
کیا ہے وہ گروہ اب بھی کردستان کے علاقہ میں
موجود ہے۔ اور فرقہ یزیدیہ یا شیطانیہ کے نام سے
موسوم ہیں۔ اس فرقہ کے ذکر کے بعد امام موصوف
فرماتے ہیں :-

اہل سنت کا مسلک { لہذا اعتدال پسند
اہل السنۃ اور بڑے

بڑے ائمہ کا مسلک یہی ہے کہ یزید کو نہ گالی دی جائے
اور نہ اس سے محبت کی جائے۔ امام احمدؒ کے بیٹے
صالح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ
ایک قوم یزید سے محبت کا دعویٰ کرتی ہے۔ فرمایا
بیٹا اہل یحیٰ یزید احادیث میں باللہ والیوم
الآخر یعنی کوئی شخص اللہ اور یوم آخرت کو ماننے
والا بھی یزید سے محبت کر سکتا ہے۔ میں نے عرض کیا
اے باپ پھر آپ یزید پر لعنت کیوں نہیں کرتے۔
فرمایا بیٹا متیٰ مائت ابائک یلعن احد کبھی
تو نے دیکھا ہے کہ تیرا باپ کسی پر لعنت بھیجتا ہو۔
ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ سے پوچھا
گیا کہ آپ یزید سے بھی حدیث روایت کرتے ہیں
فرمایا نہ میں اس سے روایت کرتا ہوں اور نہ اسے
اس قابل سمجھتا ہوں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے
اہل مدینہ پر یہ ظلم کیا تھا۔“

صحیح ترین بات وہ ہے جس پر ائمہ کا اتفاق

ہے کہ اس سے محبت کی جائے اور نہ اس پر لعنت کی جائے۔ ہر چند وہ ظالم اور فاسق تھا تاہم اللہ ظالم اور فاسق کو بخش دیتا ہے۔
(الوصیۃ الکبریٰ اردو ترجمہ صفحہ ۳۶)

لطیفہ ایک شیعہ ایک سنی عالم کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارا مذہب تمہارے مذہب سے بہتر ہے کیونکہ تمہارے مذہب میں یزید پر لعنت روا نہیں اور تم لعنت خرچ نہیں کرتے۔ اور ہمارے ہاں لعنت کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ عالم موصوف نے جواب دیا کہ جس کے پاس جس چیز کی آمد ہو اسی میں سے خرچ کیا کرتا ہے۔

شیعہ روایا در بارہ یزید شیعوں کے مذہب کی بریت ظاہر کر رہی ہیں۔ اس لئے شیعوں کا حق نہیں کہ اہل سنت پر طعن کریں۔ اہل سنت تو یزید کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ مگر شیعوں نے اس کو تمام الزامات سے بری ثابت کرنے کے لئے پورا زور قلم صرف کر دیا ہے۔ ذیل میں شیعوں کی روایات کا مختصر خلاصہ کتاب "قتلان حسین" سے درج کیا جاتا ہے:-

۱۔ یزید نے مروان کو جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دشمن تھا معزول کر کے ولید بن عقبہ کو جو خاندان نبوت کا ہوا خولہ تھا نہ منہ منورہ کا حاکم مقرر کیا۔

(طاباقر مجلسی بروایت شیخ مفید جلاء الصیون)

۲۔ جب زجر بن قیس نے امام حسینؑ کی شہادت کی پہلے پہل خبر دی تو یزید سرگرمیاں دم بخود ہو گیا۔

اور پھر سراٹھا کر کہا۔ "یقیناً میں اس پر راضی تھا کہ بلا قتل حسینؑ میری اطاعت کی جاتی۔ اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو امام حسینؑ کو ضرور معاف کر دیتا۔"
(تاریخ التواریخ مطبوعہ ایران ص ۱۲۸)

۳۔ یزید کے دربار میں محضر بن ثعلبہ نے بحق امام کوئی سخت بات کہی۔ یزید نے توش دو ہو کہا اس کو جواب دیا "محضر کی ماں نے ایسا سخت اور کمینہ لڑکا نہ جنا ہوگا۔ مگر ابن مرجانہ (ابن زیاد) کا خدا بُرا کرے (ایضاً)

۴۔ کسی نے یزید کو کہا تیری آنکھیں روشن ہوں حسین کا سر آگیا۔ یزید نے غضبناک ہو کر کہا تیری آنکھیں کبھی روشن نہ ہوں (نہج الاخران مطبوعہ ایران ص ۳۲)

۵۔ یزید نے حضرت امام زین العابدینؑ کو رخصت کرتے وقت کہا "خدا بُرا کرے ابن زیاد کا جس نے حسین سے یہ سلوک کیا۔ واللہ اگر میں ہوتا تو جو حسین بن علیؑ مانگتے وہ میں دیتا اور ان سے اس بلا کو دفع کرتا اگرچہ موجب ہلاکت میرے بعض فرزند کا بھی ہوتا (خلاصۃ المصاب ص ۳۸)

۶۔ یزید نے کہا۔ ابن زیاد لعین در امر او تعجیل کرو من راضی بکشتن او بنودم (جلاء الصیون ص ۵۲)۔ خبر شہادت سن کر یزید نے جو کچھ کیا وہ شیعوں کی روایات کی بناء پر درج ذیل ہے:-

انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا (خلاصۃ المصاب ص ۳۸)۔ دانتوں تلے انگلی دبالی (نہج الاخران) خود روایا (خلاصۃ المصاب ص ۳۹)۔ اس کی زوجہ بے تاب ہو کر بے پردہ محل سے باہر نکل آئی (ایضاً ص ۳۹)۔ یزید نے اپنی زوجہ کو نوہ و ماتم کا حکم دیا (ایضاً ص ۳۹) وغیرہ وغیرہ۔

دوسرا سوال آپ نے جریدہ شمس الاسلام

رافضی لکھا ہے۔ حالانکہ آپ اسی ابن قتیبہ کو انکار دہمیشہ کے عند ان کے تحت ایک لمبا سلسلہ مضامین

درج کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

(کبیر الدیوب - بنارس)

الجواب۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثنا عشریہ میں در بیان مکاتیب کئید نور دہم تحریر فرماتے ہیں کہ ”ابن قتیبہ دو ہیں۔ ابراہیم بن قتیبہ رافضی غالی تھا۔ اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ سنی تھا۔ کتاب معارف اسی سنی ابن قتیبہ کی ہے۔ مگر رافضی ابن قتیبہ نے بھی اسی نام سے ایک کتاب تصنیف کر دی تاکہ اشتباہ لاحق ہو جائے۔ اور لوگ مرویات دوا فیض کو سنیوں کی روایات قرار دے لیں۔“

اسی رافضی ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والکلیۃ تالیف کی۔ جو مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ اور نام کے اشتباہ کی وجہ سے اس پر مصنف کا نام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ درج ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں حسب روایات درج ہیں وہ مفتریات شیعہ میں سے ہیں۔

شیعوں کے ان مکائد کی بناء پر ہماری اکثر کتب میں ناقابل اعتبار روایات موجود ہیں اہل سنت کے مذہب کا دار و مدار چونکہ قرآن و سنت پر ہے لہذا آج تک وہ محفوظ چلا آتا ہے۔ ورنہ اعدائے اسلام نے اس کو مٹانے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ شمس الاسلام میں جو مضمون شائع ہو رہا ہے وہ عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ کی کتاب المعارف سے لیا گیا ہے۔ کتابوں سے نقل کے بارہ میں کافی احتیاط درکار ہے۔ جو کتاب مذہب اہل سنت کے موافق ہو اس کو صحیح سمجھنا چاہئے۔ اور جس میں اہل سنت کے مسلمات کے خلاف درج ہو اس کو رد کر دینا چاہئے۔

تیسرا سوال صاحب ہدایہ کا نام کیا تھا اور اس کی وفات کس سن میں ہوئی۔

(احمد علی ازملتان)

الجواب۔ صاحب ہدایہ کا نام علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر ہے۔ کنیت ابو الحسن

لقب برائین الدین

کبیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ یوم دوشنبہ بعد از عصر ۶۲ھ رجب ۱۱۷ھ پیدا ہوئے۔ بعد حصول تعلیم ہدایہ کی تصنیف میں تیرہ سال صرف کئے۔ تصنیف کے ایام میں ہمیشہ روزہ دار رہے۔ ۱۳۱ھ ذیقعد بعد نماز ظہر ۳۷ھ میں ہدایہ کی تصنیف میں مشغول ہوئے ۵۲ھ میں بمقام سمرقند فوت ہوئے اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال چہارم اگر کسی کے پاس مال حرام جمع ہو گیا ہو مثلاً بینک سے سود لیا جائے یا کسی اور ذریعہ سے حرام کی کمائی سے کچھ رقم حاصل ہو تو کیا وہ فی سبیل اللہ صرف ہو سکتی ہے۔

(رب نواز خان۔ از بنوں)

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے لا تقبل اللہ الا الطیب۔ اللہ تعالیٰ مال حلال اور پاک کے سوا اور مال قبول نہیں فرماتا۔ اگر کوئی شخص بہ نیت ثواب ایسا مال خرچ کرے تو اس کے لئے خوف کفر ہے۔ البتہ فقہائے کرام نے اجازت دی ہے کہ اگر وہ مال اصلی مالک کے پاس واپس نہ ہو سکے تو وہ فقرا پر صرف کر دیا جائے۔ مگر اس سے ثواب کی امید نہ رکھے اور نہ ہی ثواب کی نیت کرے قرآن مجید کے تیسرے پارہ سورہ بقرہ کے آخر میں خداوند کریم فرماتے ہیں اَنْتَقُوا مِنْ طِبَابَاتِ مَا كَسَبْتُمْ یعنی اپنی کمائی میں پاک مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔

﴿﴾

مرزا قادیانی

مرزا قادیانی کے ”اصلاحی کارنامے“

(از مولانا محمد حیران صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ کوثر جالندھر)

انسانی پیدائش سے لیکر آج تک جس قدر مصلحین آئے خواہ شان نبوت میں ان کا ظہور ہوا خواہ بزرگ تجدید بہر حال انہوں نے وقتی ضرورت کے مطابق اپنے گرد و پیش میں بسنے والی قوموں کی اصلاح کو اولین فرائض سے سمجھا اپنے وقت کی آبادی میں جس قدر امراض خبیثہ گھبر کر چکی تھیں ان کا استیصال کرنا مصلحین کے فرائض میں داخل تھا۔ کسی بھی مصلح نے انسانی امراض سے تعاقب شکاری کا برتاؤ نہیں کیا نہ اس سے بصورت مداہنت لگی لپٹی سے کام لیا اور یہ تو ان کی بلند شان کے بالکل خلاف تھا کہ وہ آخر خود ہی ان امراض کا شکار ہو جاتے جن کی اصلاح کے لئے وہ دنیا میں مبعوث ہوئے تھے اسی معیار پر ہم پنجاب کے مدعی تجدید و اصلاح اور نبوت کے دعویدار کی جانچ کرنا چاہتے ہیں۔ میری مراد اس سے پنجاب کا مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ خواہ برہم لاہوری پارٹی اس کو آخری مجدد اعظم تصور کیا جائے خواہ قادیانی جماعت کے خیال کے ماتحت اس کو نبی مانا جائے مرزا کی پوزیشن سے متعلق میری یہ گفتگو دونو جماعتوں بلکہ ان تمام جماعتوں سے ہوگی جو مرزا قادیانی کو کسی رنگ میں بھی مصلح سمجھتی ہیں مرزا قادیانی نے جب جنم لیا تو اس وقت دوسری قوموں کو چھوڑ کر خود مسلمانوں میں جو امراض گھر کئے ہوئے تھیں وہ مندرجہ ذیل قوموں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ ان میں شرک کا مرض ایک حد تک پھیل چکا تھا جس کا مداوا کرنا مصلح وقت کا فرض اولین تھا لیکن بعض کے اعتقادات بزرگوں کے متعلق یہ تھے کہ گویا وہ کائنات میں متصرف ہیں اور زمین و آسمان کا کارخانہ گویا انہیں کے قبضہ میں ہے۔
۲۔ مسلمانان ہند نے عموماً اور پنجاب کے مسلمانوں نے خصوصاً عورتوں کو وراثت سے محروم کر دیا تھا۔ اب تک یہی صورت چلی آرہی ہے۔ یہ مرض خبیث اس حد تک پونج گیا تھا کہ دینی اور دنیاوی حیثیت کے اجارہ دار اس کا علماً ہی انکار نہیں کر چکے تھے بلکہ حکومت کے سامنے بیان دے چکے کہ ہمیں مسئلہ وراثت میں شریعت منظور نہیں بلکہ رواج کے پابند ہیں۔ بڑے بڑے لوگ اس قسم کے اقرار نامے دے چکے تھے۔

۳۔ جاہل پیروں کی یہ حالت تھی کہ اپنی مریدنیوں (مستورات) میں اس طرح مل گھل کر رنگ رلیاں مناتے تھے کہ توبہ ہی بھلی پھر اس شنیہ حرکت کو یوں مذہبی رنگ چڑھایا جاتا کہ پیرومرد بہ منزلہ باپ کے ہوتا ہے اس سے مریدنیوں کو پردہ وغیرہ کرنے کی شرعاً کوئی ضرورت نہیں اسی پر بس نہیں بلکہ نامحرم عورتوں سے بدن ملوایا جاتا حالانکہ اگر ان کی یہ دلیل درست تھی تو پھر مریدوں کو بھی اپنی روحانی اور باطنی طاقتوں کو گاہے گاہے دبانے

(۱۰) پنجاب کے بعض حکومت پرست افراد حکومت وقت کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد اولی الامر منکم کا مصداق بنانے کے لئے قرآن مجید کی تحریف کے مرتکب ہو رہے تھے۔ تملق اور چالوسی میں اگر کلام خداوندی کے منشاء کے بالکل خلاف کر کے عذاب الہی کے مستحق ہو رہے تھے۔

(۱۱) وال لوگوں میں ایک یہ بیماری بھی تھی۔ کہ عقائد تک میں رسم و رواج کی پابندی کرتے قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے توجہ بہت گئی تھی جو کچھ آبا و اجداد میں رسمی عقیدے ہوتے انہیں پر جھجھے رہتے۔

(۱۲) بسا اوقات اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے دوسروں کی بہوشیوں کو طلاقیں دلوانا اپنی ہوسرانی کو دوسروں کے حقوق پر مقدم رکھنا بھی ایک رسم سی ہو چلی تھی۔

۱۳۔ سود کا حرام مال کھانا حرام و حلال کی تمیز نہ کرنا یہ و باء بھی عام ہو رہی تھی۔

۱۴۔ بد اخلاقی اور زنا کا کمایا ہوا روپیہ بٹور لینا اور کبھی کبھی اس کو مذہبی رنگ دے کر حیلے بہانے بنا کر اپنے تصرف میں لے آنا۔

۱۵۔ کسی کو بد خلقی یا بُرے کام میں مشغول پاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہت نہ ہوتی۔ حالانکہ مسلمان کا تو وجود ہی اسی لئے بنایا گیا تھا کہ اہل بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے نہ یہ کہ اس کے سامنے بے حیائی ہو رہی ہو اور وہ شیطانِ اخرس بنا بیٹھا رہے۔ چپ کا روزہ رکھا ہوا ہو۔

یہ چند بیماریاں میں نے ذکر کی ہیں جو مرزا کے وقت ہندوستان اور پنجاب میں پھیلی ہوئی تھیں مرزا کا ماحول کچھ اسی قسم کے امراض کا شکار ہو رہا

کا حق دینا چاہئے تھا۔ مگر وہ اس سے بالکل محروم رکھے جاتے جس سے ثابت ہوا کہ یہ صرف اپنی بد معاشری کو چھپانے کا ایک عذر لنگ تھا۔

۴۔ پنجاب وغیرہ میں یہ بیماری بھی بکثرت پھیل چکی تھی بلکہ امراء میں تو یہ مرض عام ہو گیا تھا کہ اپنی رشتہ دار عورتوں کے نکاح کے وقت فخر و عزت کا اظہار کرنے کے لئے مہر کی رقم میں بے حد اضافہ کیا جاتا تھا لاکھوں اور ہزاروں کی مقدار میں مہر بٹھرائے جاتے اور اس کو باعث افتخار خیال کیا جاتا

۵۔ عام لوگوں میں بد اخلاق اور بد معاشری اقوام یورپ کی دیکھا دیکھی شراب کی عادت پڑ گئی شراب کو پانی کی طرح عام استعمال کیا جانے لگا۔

۶۔ علانیہ جھوٹی قسمیں کھانا اور جھوٹی حلفوں میں خدا کے نام کی توہین کرنا ایک عام رواج ہو گیا۔

۷۔ عدالتوں میں جا کر ایک ایک سوڈا واٹر کی بوتلی پر جھوٹی گواہیاں دینا یا جھوٹے دعوے وغیرہ کرنا یا جواب دعویٰ میں جھوٹ اور فریب کاری سے کام لینا ایک کھیل سا ہو گیا تھا۔ ایسی حرکات شنیعہ پر کبھی شرمساری تک کا احساس نہ ہوتا۔

۸۔ رمضان المبارک کے مہینے میں علانیہ لوگوں کے سامنے برسر بازار کھلی مجلسوں میں بیٹھ کر کھایا پیا جاتا اور یوں رمضان شریف کی بھیر متی کی جاتی۔

۹۔ نماز کی پابندی عام لوگوں میں بہت کم ہو گئی تھی اول تو نماز پڑھنے والے ہی خال خال تھے اور جو پڑھتے وہ وقت بے وقت ادا کر لیتے پابندی و وقت کا بہت کم خیال کیا جاتا۔

قسم کی تہمتیں لگا رکھی ہیں کہ گویا انہوں نے
فہاش کی تہمت کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھہراؤ
اور ہم سے مراد ہیں مانگو اور ہم کو خدا کی طرح
قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اس
صورت میں اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں
سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں انہیں اپنے
پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں تب تک
وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم
مؤثر ہوگا۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر مرزا بھی انہیں اوصاف سے
متصف نہ ہو جو عوام نے اپنے پیروں کی نسبت ذہن
نشین کر رکھی ہیں کہ وہ خدا کے شریک ہیں مرادیں
پوری کرتے ہیں۔ قادر اور متصرف فی الکائنات ہیں
وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر مرزا کا وعظ مفید نہیں ہو سکتا۔
واہ سبحان اللہ اچھی بدعات اور مفاسد کی اصلاح
کی کہ خود ہی شرک میں مبتلا ہو گیا گویا اصلاح کی
ایک یہ صورت بھی ہے کہ جس گندگی میں لوگ گھسے
ہوئے ہوں اسی گندگی میں مصلح بھی پھلا ٹک لگا دے
اپنے آپ کو اسی نجاست سے ملوث کر دے
مرزا کو جو خدا سے (العیاذ باللہ) الہام ہوئے
ہیں وہ شرک سے آلودہ ہیں مثلاً

انت منی بمنزلۃ اولادی (اربعین ص ۲۳)
دافع البلاء ص ۱) انت منی بمنزلۃ ولدی
(حقیقۃ الوحی ص ۱۸) انی معک اسمع ولدی
(البشری حصہ اول ص ۱۹) انت منی بمنزلۃ
توحیدی و تفیدی (حقیقۃ الوحی ص ۱۸)
ص ۱۸)

یہی وہ الفاظ ہیں جن کی قرآن مجید صاف صاف
لفظوں میں تردید فرماتا ہے جن الفاظ اور عقائد کی

تھالیسے وقت میں اسلامی دور رکھنے والی آنکھیں
کسی مصلح کو تاک رہی تھیں کہ کوئی اللہ کا بندہ اٹھے
اور ہمت مردانہ سے ان شرارتوں اور بد معاشیوں
کا ستیاناس کرے ایسے وقت مرزا نے میدان میں
قدم رکھنے کا دعویٰ کیا لیکن وائے افسوس صد
افسوس کہ مرزا بجائے اس کے کہ امراض کی اصلاح
کرنا خود ہی ان بیماریوں میں مبتلا ہو گیا
شاد باش اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار
ذیل میں مرزا کے امراض مذکورہ میں مبتلا ہونے
کا ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مذکورہ بالا امراض مرزا
میں ایک ایک کر کے موجود ہیں۔ ثبوت میں ہیں
کسی مسلمان کا حوالہ نہیں پیش کروں گا بلکہ سب کا
سب مادہ مرزائی لٹریچر سے ماخوذ ہوگا۔ تاکہ کسی کو
یہ کہنے کی جسارت ہی نہ ہو کہ صاحب یہ تو دشمنوں
کی اڑائی ہوئی باتیں ہیں ورنہ اگر دوسری باتوں کو
لکھا جائے تو ایک انبار لگ سکتا ہے۔ اب مرزا
کے امراض غیروار ملاحظہ فرمائیے۔

شرک کی اشاعت کرنا

براہین احمدیہ ص ۱۸۸ حاشیہ در حاشیہ ”آج
بعض خادموں کے دلوں میں یہ خیال بھی گزر سکتا
ہے کہ اس مندرجہ بالا الہامی عبارت میں کیوں
ایک مسلمان (مرزا قادیانی۔ ناقص) کی تعریفیں
لکھی ہیں۔ سو سمجھنا چاہئے۔ کہ ان تعریفوں سے
دو بزرگ فائدے ہیں..... دوسرے
یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے میں
بہت سی اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح
مقصود ہے کیونکہ جس حالت میں اکثر جاہلوں
نے گزشتہ اولیاء اور صالحین پر صد با اس

کیا اندھیر نگہی ہے۔ اور کس طرح اس میں شریعت کا خون کیا گیا ہے۔

نامحرم عورتوں سے میل جول خلط وغیرہ

قرآن مجید میں صاف طور پر نامحرموں سے پردہ کا حکم موجود ہے مگر مرزا جی ہیں کہ نامحرموں (عورتوں) سے خلط ملط کر رہے ہیں ثبوت ملاحظہ ہو:-

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۸۱) « آج صبح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت

ام المومنین کے ساتھ سیر کے لئے اپنے باغ

کو تشریف لے گئے تمہاری بیوی بھی ساتھ

چلی گئی اور میری بیوی اور بعض مسخورات

بھی ساتھ تھیں باغ میں جا کہ حضرت

مسیح موعود نے کچھ شہتوت منگائے جس پر

بعض عورتیں حضرت کے لئے شہتوت لانے

کے واسطے گئیں اور تمہاری بیوی بھی گئی مگر

عورتیں تو یوں ہی درخت پر سے شہتوت ہتھار

کر لے آئیں مگر تمہاری بیوی باغ کے ایک

طرف چلا کر اور (ص ۱۸۱) خود شہتوت

کے درخت پر چڑھ کر اچھے اچھے شہتوت

اپنے ہاتھ سے توڑ کر لائی »

یہ نامحرم عورتوں سے شہتوت تر وانا اور درختوں

پر چڑھ کر کھانے کی شرافت ہے اور پھر ان عورتوں

کو سیر میں ساتھ لے جانا کس شریعت کا مسئلہ ہے؟

لطفاً یہ کہ پھر اس عورت کو جو خود درخت پر چڑھ کر

شہتوت لائی تھی جیسے کے تولد کی خوشخبری بھی

دی جا رہی ہے۔ شہتوت توڑ کر لاسنے اور بچہ کی

خوشخبری سننے میں مناسبت کیا ہے؟ اس کے

علاوہ اور اس سے بڑھ کر ثبوت ملاحظہ ہو:-

نماز پڑھنا اور عبادت گاہ میں بیٹھنا اور نصاریٰ اور مشرکین کو کھانا کفر قرار دینا۔ یعنی چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اولاد شامت کرتے ہیں اس لئے وہ کافر ہیں مرزا بھی ایسی عقیدہ کا معتقد نکلا۔ حقیقی طور پر تو وہ بھی اولاد کے قائل نہ تھے۔ وہ بھی تو استعارہ کے رنگ میں قائل تھے مرزا بھی استعارہ کے رنگ میں قائل ہو گیا ان شاء اللہ وانا الیہ راجعون۔

وراثت

بے زبان صنف نازک یعنی عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے تھک امدودہ میں شریک قرار دیا تھا جس کا انکار ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کے مسلمانوں نے عقائد اور عملی طور پر کر دیا اور مرزا قادیانی بھی خود اسی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے اس میں اصلاح کیا کرنی تھی اپنی رشتہ دار عورتوں کو بھی ورثہ نہ دیا اور نہ دلایا اور نہ ہی دینے کی وصیت کی۔ کسی مرزائی میں ہمت ہو تو ثابت کر دے کہ مرزا نے اپنی جائداد کی شرعی تقسیم کی ہو یا مرتے وقت یا اس سے پہلے کہیں اسکی وصیت ہی کی ہو کہ میری جائداد کو شرعی حصوں پر تقسیم کرنا ہاں یہ تسلیم ہے کہ اپنے بہشتی مقبرہ (دوزخی در کہ ناقل) کے لئے لوگوں کو خوب اکایا جس کا زندہ ثبوت آج قادیانی حوزائی بہشتی مقبرہ (دوزخی طبقہ) کی قبریں دیکھیں ان کے کتبے موجود ہیں۔ تمام امت مرزا کی کو ہلا چیلنج ہے کہ وہ مرزا قادیانی کا مسئلہ تو ریختہ پر عمل ثابت کر دیں ورنہ پھر ہر کاری عدالت میں ان کا پابندی رسم کا انشاء اللہ اقرار ہی ثبوت ہم پیش کر دیں گے بشرطیکہ پھر اس قادیانی نبوت اور تجدید سے تائب ہو جاویں۔ جس کی خواہش ہو وہ قادیانی کی واجب الادا حق کو بھی پڑھ لے کہ وہ

الحکم جلد ۱۳ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء کا کالم (۱۹)
سوال - حضرت اقدس (مرزا قادیانی ناقل)
غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دلاتے ہیں
جواب - انہی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا
اور احتیاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و
برکات ہے۔ اور یہ لوگ احکام حجاب سے
مستثنیٰ ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا قادیانی مدعی نبوت
و تجدید و اصلاح نامحرم عورتوں سے ہاتھ اور پاؤں دلاتا
ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ نامحرم
عورتوں سے ہاتھ پاؤں دوانا اور اس پر معتقدین کا یہ
عالم کہ اس کو باعث برکت اور موجب رحمت خیال
کریں۔ اس جواب میں جوارشاد ہے کہ نبی لوگ اس
قسم کی حرکت کر سکتے ہیں کیا اس کا ثبوت الیہا ذی اللہ
قرآن کریم یا حدیث سے پیش کیا جاسکتا ہے حاشا للہ
یہ ہیں وقت کے مصلح و مجدد وہی۔ حالانکہ حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ سے بات کر رہے
ہیں پاس سے ایک صحابی گزرتا ہے تو آپ اس کو
بلا کر فرماتے ہیں کہ یہ میری اپنی بیوی ہے اور موقع
نہیں دیتے کہ کسی کو اس قسم کا وہم بھی ہو سکے۔ میں
ان دو بہوتوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور اگر میں حافظ
محمد دین صاحب کالافوری مرحوم کے رسالہ ”عشق مجازی
قاہیائی کی بوسہ بازی“ کے صفحہ ۵۵ کے اشعار نقل کر کے
مرزا کا اپنی مریدنی والا واقعہ کا ذکر کروں تو کہا جاسکے گا
کہ یہ کسی غیر مریدانی کا حوالہ ہے اور مرزائیوں کے ہاں
قابل استدلال نہیں۔ اگرچہ حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی دینے والے وہ لوگ بھی

ع ان اشعار کو نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا (مدیر)

تھے جن کو حضور سے پوری پوری علاوہ تھی مگر کسی کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و دیانتت مکے
متعلق کسی قسم کا شبہ تک نہ تھا مگر اس قادیانی
نعوذ باللہ خود کو بروز محمد اور عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہنے والے کے واقعات آپ نے سن لئے۔
پھر تعجب یہ کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
پر ایسے گندے اور بُرے الزام قائم کرتا ہے جن میں
وہ خود مبتلا ہے اگر کوئی عیسائی الحکم والا حوالہ پیش
کر دے تو مرزا کی کیا گت بنے گی۔ مرزا کا الزام بھی
ملاحظہ فرمایا لیجئے۔

(نور القرآن حصہ دوم ص ۴۶) ”مگر آپ کے
یسوع مسیح کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں
اور کب تک ان کے حال پر روویں۔ کیا یہ
مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو موقع
دیتا کہ وہ بین جوانی اور حسن کی حالت میں
ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت سناڑ
و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے جال ملتی
اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر
مالش کرتی اگر یسوع کا دل بد خیالات سے
پاک ہوتا تو وہ ایک کبھی عورت کو نزدیک
آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگ جن کو
حرام کار عورتوں کو چھونے سے مزہ آتا ہے
وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت
بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک
غیر تمند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے
روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں
مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے
سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص
بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں

ناقل) مقرر کیا گیا۔

کوئی پوچھے کہ بھلا اس بدرسم کی کیا ضرورت تھی کہ ایک لڑکی کا مہر چھپن ہزار اور دوسری کا ہر پندرہ ہزار روپیہ مقرر کیا یہ دنیا داری نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ان دونوں لڑکیوں کے باپ (قادیانی) کے پاس خود بھی اس قدر رقم تھی؟ جو صرف چند کنال کا مالک تھا اس نے اس قدر فخر و مباہات سے کیوں کام لیا کیا یہی سنت نبوی جاری کرنا ہے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نعوذ باللہ کبھی اس طرح اپنی لڑکیوں کے مہر مقرر کئے تھے۔

شراب کا استعمال

لوگ عموماً بد معاشرت نہ رنگ اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں شراب کا رواج عام ہو گیا ہے مرزا قادیانی بھی اسکی اصلاح اسی طرح کر رہا ہے کہ خود بھی شراب کا استعمال شروع کر دیا اس کا ثبوت مرزا کے لڑکے موجودہ خلیفہ میاں محمود کا اپنا بیان ہے۔ جو مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں ہو چکا ہے اس کا اقتباس درج ذیل ہے جس کو مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلہ میں تحریر کیا ہے:-

(مقدمہ بخاری) ”معلوم ہوتا ہے کہ مرزا ایک

ٹانک استعمال کیا کرتا تھا جس کا نام پلومر کی شراب تھا اور ایک موقع پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ وہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر اسے بھیج دے دوسرے چند ایک خط

میں یا قوتی کا ذکر ہے موجودہ مرزا نے خود

اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر

کی شراب ایک دفعہ بطور دوائی استعمال

کی تھی“

میں ٹانک دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے..... (ص ۱۱) مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لبا کر کے سر پر غطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے“ اگر کوئی عیسائی واقعی طور پر اس ساری عبارت کو معمولی سی ترمیم کے مرزا قادیانی پر چسپاں کر دے اور الحکم کا سوال وجواب سامنے رکھ دے تو مرزا اور اس کی ساری امت اور ذریت کے پاس کیا جواب ہے۔ کیا مرزا کے حق میں وہ سارے کلمات جو حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں لکھ رہا ہے واقعی طور پر صادق نہیں آتے اور کیا موجودہ وقت کے رند پیروں کی طرح الحکم میں غیر شرعی بہانوں سے کام نہیں لیا جا رہا ہے؟

زیادہ مہر مقرر کرنا

عام طور پر رواج ہے کہ دنیا کے متوالے اپنی بہنو بیٹیوں کا مہر زیادہ مقرر کر کے اس پر فخر کیا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی اسی مرض کا شکار ہے (ثبوت کے لئے مرزا جی کے لڑکے کی تالیف کردہ سیرۃ المہدی

حصہ ۲ ص ۳۳ ملاحظہ ہو)

”ہمدی ہمیشہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت

صاحب (قادیانی) ناقل) نے نواب محمد علی

خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپیہ

مقرر کیا..... ہماری چھوٹی ہمیشہ

امۃ الحفیظہ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان

صاحب کے ساتھ ۱۵۰۰۰/۰۰ (پندرہ ہزار

ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے ہم نے خود اس سے (محمدی بیگم سے) ناقل (تیرا عقد باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔“

اس جگہ اپنا ایک اختراعی الہام درج کیلئے۔ جس کا معنی خود مرزا نے کیا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میرا نکاح محمدی بیگم سے ضرور ہوگا مگر واقعتاً بتلا رہے ہیں کہ مرزا کی یہ آس یوری نہ ہوئی، محمدی بیگم کا نکاح مرزا سے نہ ہوا پر نہ ہوا اگر یہ الہام خداوندی ہوتا تو ضرور اس کا نکاح ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی روک نہیں سکتا۔ مگر چونکہ الہام شیطانی تھا اسلئے پورا نہ ہوا یہ جھوٹی قسم نمبر ۲ ہوئی۔ آگے تیسرا نمبر ملاحظہ ہو :-

(۳) (آسمانی فیصلہ ص ۲) ”میں نے اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر پیغام پونچا یا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو نعوذ باللہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہو۔“

اس عبارت میں مرزا قسم کھا کر کہتا ہے ”میری کسی تحریر میں اسلام کے عقیدہ کی مخالفت نہیں“، ہم دریافت کرتے ہیں کہ جس وقت مرزا کا عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کا تھا جس کو مرزا نے از روئے قرآن کریم براہین احمدیہ ص ۵۸ و ص ۶۴ میں تسلیم کیا ہے وہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے اور اگر براہین احمدیہ کا بیان غلط ہے۔ اور بعد کی تحریریں صحیح ہیں تو پھر براہین والی تحریر خلاف عقیدہ اسلام ہے۔ بہر حال دونوں میں سے ایک چیز تو ضرور عقیدہ اسلام کے خلاف ہے اسی طرح ختم نبوت کے سالہ میں مرزا کی تحریریں مختلف ہیں اگر ختم نبوت کا بیان درست ہے تو مرزا کی ابتدائی تحریریں جو ختم نبوت کی ثابت

عبارت اپنے مدعا کو صاف ظاہر کر رہی ہے کہ مرزا نے پلوہمر کی شراب منگائی اور استعمال کی اور یہ کہ اس کا اعتراف موجودہ مرزا محمود قادیانی کو بھی ہے۔

جھوٹی قسمیں کھانا

مرزا قادیانی کو جھوٹی قسمیں کھانے کی بھی عادت تھی جس کا ثبوت خود اس کی اپنی تصانیف میں :-

(ایام الصلاح ص ۱۲)

(۱) میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی شخص سے قرآن حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔“

مرزا قادیانی یہاں حلفیہ کہہ رہا ہے کہ میں نے قرآن حدیث اور تفسیر کا کسی سے ایک سبق بھی نہیں پڑھا حالانکہ خود اس کا بیان اس کے خلاف موجود ہے ویکھو (التبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳)

”لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث الا کطل من الوبل“

یعنی مجھے علم حدیث میں اس قدر توغل حاصل ہوا کہ جیسے بارش سے شبہم کی نسبت ہوتی ہے یعنی ٹھوڑا (کتاب البریہ ص ۱۴۹ حاشیہ)

”میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند

فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔“

اس میں قرآن کا پڑھنا اور آئینہ کمالات میں حدیث کا پڑھنا صاف تسلیم کیا ہے۔

(۲) (آسمانی فیصلہ ص ۲) ”مجھے اپنے رب کی قسم

بھی خود اسی کی تصنیف کوفہ کرتا ہیں ہیں ایک دفعہ عیسائیوں نے مرزا قادیانی پر دعویٰ دائر کیا اس دعوے کے حسلہ میں مرزا قادیانی نے عدالت میں بیان دیا کہ میں نے مارٹن کلارک کی بابت کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ اسی عدالتی بیان کو مرزا نے کتاب البریہ میں ذکر کیا ہے (ص ۳۱)

۱) ”ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مر جائیں گے۔۔۔۔۔ عبد اللہ آتھم کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی“ (کتاب البریہ ص ۲۴۵ و ۲۴۶)

”ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہ تھی۔ اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل نہ تھا فریق سے مراد آتھم ہی ہے۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں۔۔۔۔۔ میں نے کوئی پیشگوئی نہ اشارہ اور نہ کنایت ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت کی۔“

دونو عبارتوں میں مرزا نے اقرار کیا۔ کہ میری پیشگوئی میں ڈاکٹر کلارک نہ اشارہ داخل ہے نہ کنایت اور نیز یہ کہ فریق مخالف سے مراد صرف عبد اللہ آتھم ہے اور کوئی نہیں یہ بیان عدالت میں ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ مگر یہ بیان بالکل خلاف واقعہ صاف جھوٹ ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا کہ میری پیشگوئی میں ڈاکٹر کلارک داخل ہے اور فریق مخالف سے مراد صرف ایک شخص نہیں بلکہ ساری جماعت مراد ہے۔ اس کا ذکر خود مرزا نے انوار الاسلام ص ۸۵ میں کیا ہے ملاحظہ ہو

”انوار الاسلام ص ۸۵ (پیشگوئی میں فریق مخالف

کرتی ہیں وہ درست ہیں اور بعد کی تحریریں بالکل عقیدہ اسلام کی مخالف ہیں۔ اگر معاملہ و گروگوں ہے تو مرزا کی ابتدائی تحریریں جو ختم نبوت میں واضح ہیں عقیدہ اسلام کے خلاف ہیں۔ اسی طرح اور بھی مسائل ہیں جن کو بیان کرنے میں بہت طول ہو جائے گا۔

(۴) ”آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۸“ واللہ قد

کنت اعلم من ایام عیدۃ اننی جعلت

المحیم بن محیم۔۔۔۔۔ و توقفت فی

الاظہار عشر سنین

اس عبارت میں مرزا کا حلفیہ بیان ہے کہ مجھے دس سال سے یقینی علم تھا کہ مجھے مسیح بن مریم بتایا گیا ہے۔ میں نے خود اس عقیدہ کا اظہار دس سال تک نہ کیا۔ اور اعجاز احمدی ص ۱ میں مرزا لکھتا ہے کہ ”میں بارہ سال تک اس سے بالکل بے خبر اور غافل رہا کہ خدا کی وحی مجھے براہین میں بڑی شد و مد سے مسیح موعود بنا رہی ہے“

معلوم ہوا کہ آئینہ کمالات والا بیان حلفیہ جھوٹا تھا سر دست ان چار نمبروں پر ہی اتفا کیا جاتا ہے۔

تنبیہ ممکن ہے کہ کوئی مرزائی مرزا کی عبارتوں میں الٹ پلٹ کر کے جواب دینے کی کوشش کرے اس لئے اس کے السناد کے لئے گزارش کروں کہ مرزا نے خود حاتمۃ البشری ص ۱۱ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جو فقرہ یا جملہ حلفیہ بیان ہو اس میں تاویل یا تخصیص الٹ پلٹ کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ لہذا عبارتوں کو الٹ پلٹ کرنے کی ناکام کوشش نہ کی جاوے

عدالت میں جھوٹے بیانات

مرزا میں یہ پنجابی مرض بھی موجود ہے کہ وہ عدالت کے کٹہرہ میں بھی جھوٹ بولنے سے نہیں جھکتا اس کی ثبوت

کے لفظ سے جس کے لئے ہامیہ بذلت کا وعدہ تھا ایک گروہ مراد ہے جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا۔ خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا مباحثہ یا حامی یا سرکردہ تھا۔

انوار الاسلام (ص ۱۷) ”یہ تو منتر عبد اللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے۔۔۔۔۔ میں سے کوئی بھی اثر ہامیہ سے خالی نہ رہا اور ان سے ملنے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہامیہ کا مزادیکھ لیا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک اور ویسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا۔“

انوار الاسلام کی دونو عبارتیں صاف بتلاتی ہیں کہ فریق مخالف یا فریق بحث میں صرف عبد اللہ آتھم ہی مراد نہیں بلکہ ایک جماعت مراد ہے اور اس میں مارٹن کلارک بھی داخل ہے۔ یہ تحریر ۱۹۹۷ء کی ہے مگر ۹۷ء میں تین سال بعد اپنے اس بیان سے عدلت میں انکار کر دیا جو بالکل دروغ کوئی تھی۔ دوسرا عدالتی جھوٹ سُنئے :-

(۲) ایک وفد مرزا قادیانی کی آمدن کی تحقیق کی گئی گورنمنٹ نے انکم ٹیکس کے سلسلہ میں ایک تحصیلدار کو مرزا کی آمدن کی پڑتال کے لئے بھیجا تو اس وقت تحصیلدار نے مرزا قادیانی کے مریدوں کی تعداد کو بہت کم دکھایا یعنی کل ۳۱۸ تین سواٹھارہ اور مرزا قادیانی نے خود تحصیلدار کے بیان کی تصدیق کی اور تسلیم کیا کہ میرے مرید اس وقت کل تین سواٹھارہ ہیں یہ واقعہ ۱۹۹۸ء کا ہے اس وقت چونکہ انکم ٹیکس کا خطرہ تھا اس لئے مریدوں کی تعداد کو بہت کم دکھایا گیا۔ حالانکہ اس سے ایک سال قبل خود مرزا ضمیمہ انجام آتھم میں لکھ چکا تھا کہ میرے مریدوں اور جاں نثاروں کی تعداد آٹھ ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷) ”مباحثہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں“

ضمیمہ انجام آتھم والا بیان ۹۷ء کا ہے جس میں اپنے مریدوں کی تعداد آٹھ ہزار سے زائد تسلیم کر رہا ہے پھر ایک سال بعد یعنی ۹۸ء ستمبر ۹۷ء میں صرف تین سواٹھارہ کیوں رہ گئے کیا کہیں

مرزا قادیانی کے مریدوں کی تعداد کا یہ بیان

قبول اسلام کوٹ مومین کا منظرہ سن کر حسب ذیل اشخاص نے ترک مرزائیت کا اعلان فرمایا ہے اور دوبارہ داخل اسلام ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے ان رشتہ داروں سے جو مرزائی ہیں قطع تعلق کر لیا ہے یہ لوگ کئی سال سے اس علاقہ میں میرزائیت کے سرگرم رکن تھے۔ فالجیل للہ علی ذالک۔

- ۱۔ شیخ خدا بخش صاحب ولد مولانا بخش سکندھہ راجھا تحصیل بھلوال حال مدرس مڈل سکول کوٹ مومین
- ۲۔ شیخ خدا بخش صاحب کی اہلیہ محترمہ۔
- ۳۔ شیخ خدا بخش صاحب کی بڑی صاحبزادی۔
- ۴۔ شیخ صاحب موصوف کی دوسری لڑکی۔
- ۵۔ شیخ عبدالسلام ولد خدا بخش آئرن مرچنٹ۔ دکاندار کوٹ مومین۔

(سمیکرٹری انجمن رفیق الاخوان کوٹ مومین)

خاکساریا مسٹر مشرقی کی لن ترانہوں کا عبرتناک انجام

بچوں خدا خواہد کہ پردہ کس درویش میاںش اندر طعنہ پا کاں برد
(از مورتب)

نہیں بلکہ پا جاموں کے اندر ہڈیوں اور رانوں سے بندھی ہوئی روٹیاں پہنچائیں اور خاکسار چٹپٹارے لے لیکر انکو تبرک سمجھ کر کھاتے رہے علماء کو بزدل کہنے والے مشرقی صاحب کی بہادری کا نمونہ اس معافی نامے سے ظاہر ہے جو انہوں نے یو۔ پی کی کانگریسی حکومت کو لکھ کر دیا تھا اور جسکی یاد دہانی سے آج بھی سلیم الطبع خاکسار شرم و مذمت کے مارے گردن جھکالیتے ہیں۔

جبیں دیندلی اور بے اصولی کا مظاہرہ مشرقی صاحب نے صرف کانگریسی حکومت کے مقابلہ ہی میں نہیں کیا بلکہ یہ مظاہرہ بار بار کر چکے ہیں۔ یہ دلچسپ داستان اتنی طویل ہے کہ اسکے بیان کرنے کے لئے طویل صحبت و کار ہے اسوقت صرف اس قدر بتانا مقصود ہے کہ مشرقی صاحب کی حالیہ رہائی بھی ان کی مخصوص بزدلی اور بے اصولی کا نتیجہ ہے میں چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کو مشرقی صاحب ہی کی تصریح کی روشنی میں ناظرین کے سامنے پیش کروں۔

حکومت کی طرف سے جب خاکسار جماعت پر پابندی عائد کی گئیں تو مشرقی صاحب نے انتہاء درجہ کے اشتعال انگیز بیانات شائع کئے جن کے نتیجہ کے طور پر ۱۹ مارچ ۱۹۴۱ء کا مشہور خونین حادثہ لاہور میں ظہور پذیر ہوا۔ جب مشرقی صاحب نے دیکھا کہ اس حادثہ کی ذمہ دہری مجھ پر عائد ہوگی تو نہایت شوخ چشمی اور دیدہ دلیری کے ساتھ اس حادثہ سے اپنی بے تعلقی کا اعلان شائع کر دیا لیکن آپ اس دروغ گوئی کے باوجود گرفتار کر لئے گئے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۱ء سے آپ نے جھوک ہڑتال اور "روزہ" کا ڈھونگ

مسٹر عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکساری نے علماء اسلام کے وقار کو ختم کرنے بلکہ خود ان کے نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا ان کو دنیا بھر کے معائب کا مجموعہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ان کے مذہب، ان کے عقائد، ان کی نمازوں اور روزوں کا جی بھر کر مضحکہ اڑایا، ان کو بزدل قرار دیا۔ ان کو بدترین گالیاں دے دیکر دل کی بھر اس نکالی۔ غرض انہوں نے علماء اسلام کے خلاف تمام غیر شریفانہ حربے استعمال کئے۔ علماء نے ان کی تمام بیہودگیوں پر صبر کرتے ہوئے شیخ سعدی کے اس مشورہ پر عمل کیا کہ

دشنام اگر دہ خیسے

چارہ نبود بجز شنیدن

لیکن قدرت نے مشرقی صاحب کی ایک ایک بیہوگی کا انتقام لیا اور وہ خود اپنے ہی اعمال کی بدولت ان تمام معائب اور الزامات کا بدترین نمونہ ثابت ہوئے جو وہ علماء پر عائد کرتے تھے۔ ان کے نزدیک علماء کے جرائم میں سے دو جرم بہت بڑے اور ناقابل معافی تھے ایک چنڈہ۔ دوسرے مسجد کی روٹی۔ لیکن ان دو جرموں سے وہ خود اور ان کے خاکسار بھی نہ بچ سکے۔ خود مشرقی صاحب نے چنڈے کی اپیلیں کیں اور چنڈے ہی سے لاہور اور یو۔ پی میں تحریک چلتی رہی۔ مولویوں کو تو مسلمان ہاتھوں سے روٹیاں پیش کرتے ہیں لیکن لاہور کی مسجدوں میں چھپے ہوئے خاکساروں کو عورتوں نے ہاتھوں سے

رچا کر اپنی رہائی کے لئے جو پروپیگنڈا کرایا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۵ء کو حکومت ہند نے ایک ایسی راہی کا حکم صادر کر دیا لیکن رہائی سے قبل خود مشرقی صوبہ ۱۶ جنوری ۱۹۶۵ء کو جیل سے جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا وہ اس قابل ہے کہ ناظرین اسے غور سے پڑھیں مشرقی صاحب لکھتے ہیں :-

”میں نے ۱۶ دسمبر کو علی اخوت کے اسلامی مذہبی اصول، اعمال حسنہ، نماز، سب کے ساتھ محبت، صحت جسمانی، اور سماجی خدمت وغیرہم (جن پر خاکسار تحریک کی بنیاد ہے) کے تحفظ نیز باقی خاکسار قیدیوں کی رہائی کیلئے روزے رکھنے شروع کئے حکومت ہند نے اس سے پہلے ہی گزشتہ مئی اور جون میں کئی سو قیدیوں کو رہا کر دیا تھا اور مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کا کئی لاکھ ذاتی روپیہ غیر مشروط طور سے واپس کر دیا جائیگا اور یہ بھی کہا تھا کہ آپ ضبط شدہ پنشن کے لئے جس کی مقدار کئی ہزار روپیہ ہے درخواست دیجئے۔ میرے روزے رکھنے کے پانچویں روز حکومت ہند نے کہا تھا کہ آپ کی مستقل رہائی کی تجویز پر اسی حالت میں غور کیا جائیگا جب آپ ایک اعلان عام کر دیں کہ خاکسار تحریک ختم کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کرنے کا حکم دینگے میں اسکو قبول نہیں کر سکتا تھا اس لئے روزے رکھتا رہا۔ اس حق سے دستبردار نہ ہوتے ہوئے کہ سب لوگوں کو جسمانی صحت بہتر بنانے اور بغیر جسمانی ورزشیں کرنے کا مجاز ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ خاکسار تحریک کا فوجی پہلو دوران جنگ میں حکومت کے لئے بموجب پریشانی ہے اس لئے حکم دیتا ہوں کہ جنگ کے دوران میں وردیوں اور نشانوں کی نمائش بالکل بند کر دیں۔ سلیجے اور دوسرے ہتھیار لیکر نہ چلیں مارچ اور دوسری قسم کی پریڈ نہ کریں، نجی طور پر نہ سر عام۔ جہاں تک نمازوں، سماجی خدمتوں اور اجتماعات وغیرہ

کا تعلق ہے میں تجویز کرتا ہوں کہ منتخب خاکسار سمیری رہائی کے بعد مجھے ملیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ آزادانہ مشورہ کر دوں گا اسی مشاورت کے بعد میں اپنے اور حکومت کے درمیان تعلقات کے سوال کا مفصل تصفیہ کر دوں گا مجھے امید ہے کہ حکومت اس تصفیہ کے بعد باقی خاکساروں کو رہا کر دے گی لہذا میں خاکساروں سے کہتا ہوں کہ اس فضاء میں پرسکون رہیں۔ ۱۸ ویں روزہ کے بعد یعنی ۱۴ جنوری ۱۹۶۵ء کو جب حکومت نے نکلنا دوگی صلح کا اظہار کیا میں نے روزہ رکھنا بند کر دیا خدا کا شکر ہے کہ میں اس سخت آزمائش میں ثابت قدم رہا۔“

(مقتول از اخبار شہباز مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱۲)

مشرقی صاحب لکھے اس ”توبہ نامہ“ کی اشاعت کے دو دن بعد یعنی ۱۸ جنوری کو حکومت ہند نے جو اعلان شائع کیا اس کے الفاظ درج ذیل ہیں :-

”چونکہ عنایت اللہ خان مشرقی نے ایک اعلان کے ذریعہ خاکساروں کو حکم دیدیا ہے کہ جنگ کے اختتام تک خاکسار تحریک کے فوجی پہلو کو ترک کر دیں حکومت ہند نے ان کی رہائی کا حکم صادر کر دیا ہے مگر فی الحال آپ کی رہائش صوبہ ہمداس تک محدود رہے گی۔ مشرقی صاحب آزاد ہوں گے کہ ہر اس شخص سے مذاکرہ کر سکیں جس کا ذکر انہوں نے اپنے اعلان میں کر دیا ہے اس اثنا میں حکومت ہند واضح کر دینا چاہتی ہے کہ مشرقی صاحب کی مشروط رہائی اس پابندی پر ہرگز اثر نہیں ڈالتی جو حکومت ہند کی طرف سے خاکسار تحریک پر عائد کی جا چکی ہے خاکسار تحریک بدستور خلاف قانون تحریک ہے۔ لہذا جس وقت تک اس سے متعلق حکومت ہند کا اعلان نافذ ہے خاکساروں کے جلسے اور خاکسار تحریک کو فروغ دینے والی سرگرمیاں کرنا منسلک لائنڈ منٹ ایکٹ کے بموجب خلاف قانون متصور ہیں۔“ (احسان، جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱۲)

(باقی آئندہ)

تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رؤسا کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہا ہے۔ شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مہذب پیرایہ میں تبلیغ رد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴۰۰ حصہ دوم ۶۰۰ حصہ سوم ۴۰۰ مکمل طلب کرنے پر ۱۲۰۰ محصول ڈاک علاوہ

المشرقی علی المشرقی طبع اول - تعداد صفحات ۹۲ - یعنی المشرقی کی مشرقی مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کے خلاف افغانستان سرحد آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ اور اہل قلم حضرات کے بیانات اور فتاویٰ مقتدر مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مصری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۳۰۰ محصول ڈاک ار قیمت فی سینکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کتابوں کی قیمت آٹھ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

برق آسمانی جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اس کے سوانح و عقائد، عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ان کے خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ رعایتی قیمت ۴۰۰

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف بہ جو اگست ۱۹۰۸ء میں شائع ہو کر خراج تحسین صور سرفیل حاصل کر چکا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں گالی تو کجا کہیں سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کئے گئے۔ مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور اس کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ درج صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبی کریم، اقوال ائمہ سادات، صوفیائے کرام کے ارشادات کے عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جزائد اور اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیندرہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرائے بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۴۰۰ محصول ڈاک

بشارت اسماء

اس کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی بشارت و مبعوث ہوسول یاتی من بعدی اسماء احمد کے اعلیٰ اور حقیقی مصداق حضرت احمد مختبئی رحمۃ اللعالمین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا مصداق ہرگز نہیں ہے۔ حجم ۸۰ صفحات سائز ۱۸x۲۲ قیمت ۴۰۰ محصول ڈاک ار

مازایانہ نقشبندیہ

مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب کبھی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴۰۰ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ :- مینجر جریدہ "شمس الاسلام" بھیرہ (پنجاب)

علمی مذہبی اخلاقی اور تاریخی کتابیں

چودھویں صدی کے عثمانیہ نبوت (سارے چھ صفحات کی کتاب) مسئلہ کذاب سے

لیکرمزاقادیانی بلکہ عنایت اللہ مشرقی تک جس قدر دجال اور مفسد گذرے ہیں انیس سے اکثر کے حالات اور دعاوی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں حسن صباح اور درویشوں کے حالات بھی بالتفصیل درج ہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

حقیقت مزائیت (مؤلف مولوی عبدالکیم صاحب مہابہ سابق مبلغ مزائیت) یہ کتاب اس ضرب المثل کی صحیح مصداق ہے کہ ”گھر کا بھیدی لڑکا ڈھائے“ قیمت آٹھ آنے۔

حقیقت مزائیت (مؤلف مولوی علم الدین صاحب حنفی باشندہ قادیان) اس کتاب میں فاضل مولف نے مزائی و ہرم کا تجزیہ اُدھیر کر رکھ دیا ہے قیمت آٹھ آنے۔

آداب المساجد مسجد کے شرعی آداب کا تفصیلی بیان اس بے تمیزی کے زمانہ میں ہر مسلمان کو یہ سیکھنا پڑھ کر خدا کے گھر کی تعظیم و تکریم کھنی چاہئے قیمت تین آنے

علم انجیل جس میں زبردست دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ اناجیل محرف اور غیر اصلی ہیں قیمت تین آنے

حاشیہ سماج جس میں تناسخ کے ابطال اور ویدوں کے مباحثہ الہامی ہونے پر جواب اور کفر توڑ دلائل پیش کئے گئے ہیں قیمت چار آنے

خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں؟ اس سوال کا نہایت محقول و مدلل اور موثر جواب دینے کیساتھ خاکساروں کے پُر فریغ غلطوں کے بھی مسکرت جوابات دیئے گئے ہیں قیمت ار

ثمرات الوراق یعنی اسلام اسلام کے خاص حالات و مقامات کا مجموعہ اور تاریخی و پسپوں کا موقع قیمت ۲۴

نیک بیبیاں جس میں حضرت حلیمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہن کے پاکیزہ اور سبق آموز حالات زندگی معتبر اور مستند کتابوں سے تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں عورتوں اور لڑکیوں کے پڑھنے پڑھانے کی خاص چیز ہے۔ قیمت صرف پانچ آنے۔

الاجوبہ اس امر کی عجیب تحقیق کہ خطبہ عربی زبان ہی میں کیوں پڑھنا چاہئے مع خطبہ عربیہ شاہ اسماعیل صاحب دہلوی۔ قیمت ڈیڑھ آنے

رحمت ضوان حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے حالات و فضائل مع نصائح و جواب اعتراضات قیمت پانچ پیسے۔

مولوی معنوی یعنی حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری آپ کے علاوہ آپ کے مشائخ و خلفاء اور اولاد کے حالات کا مستند مجموعہ قیمت پانچ آنے۔

دست غیب جس میں حلال روزی کے فضائل اور ”دست غیب“ اور کیمیا کے دینی اور دنیاوی نقصاناتانے کے علاوہ دلچسپ حکایتیں بھی بیان کی گئی ہیں قیمت دو آنے۔

ارشاد لہبی مختصر احادیث کا عام فہم ترجمہ۔ مبتدیوں اور عورتوں کیلئے خاص طور پر مفید قیمت ۲۴

جہان خضر علیہ السلام آپ کے متبرک حالات کو حدیث و تفسیر اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے اخذ کر کے جمع کیا گیا ہے قیمت ۲۴